تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار لاکہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

بانی : اقتدار احمد مرحوم ۳۱/ دسمبر ۱۹۹۷ء مدیر : حافظ عاکف سعید

استقبالِ رمضان ــــــ ماہ رمضان المبارک کی آمد پر رسول اللہ ﷺ کا ایک خطبہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ماہ شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک خطبہ دیا۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے۔ اس مبارک مہینے کی ایک رات (شب قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں اور اس کی راتوں میں بارگاہ خداوندی میں کھڑا ہونے (یعنی نماز تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت مقرر کیا ہے (جس کا بہت بڑا ثواب رکھا ہے) جو شخص اس مہینے میں اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا تو اس کو دوسرے زمانہ کے فرضوں کے برابر اس کا ثواب ملے گا اور اس مہینہ میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانہ کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے' یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جس نے اس میں کسی روزہ دار کو (اللہ کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کے لئے) افطار کرایا تو وہ اس کے گناہوں کی مغفرت اور آتش دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہو گا اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا' بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ : "یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان حاصل نہیں ہوتا (تو کیا غرباء اس ثواب سے محروم رہیں گے؟) آپ نے فرمایا کہ : "اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کی تھوڑی سی لسی یا صرف پانی ہی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرا دے۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے آگے فرمایا کہ) اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلا دے' اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض (یعنی کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اس کو کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی تا آنکہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔ (اس کے بعد آپ نے فرمایا) اس ماہ رمضان کا ابتدائی حصہ رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آتش دوزخ سے آزادی ہے۔ آپ نے فرمایا! اور جو آدمی اس مہینے میں اپنے غلام و خادم کے کام میں تخفیف و کمی کر دے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے اور اس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دے دے گا"۔

(ماخوذ از "معارف الحدیث" مولانا منظور احمد نعمانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

عاکف سعید

کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

۲۲ دسمبر کے "نوائے وقت" میں وفاقی وزیر برائے مذہبی امور راجہ ظفرالحق کا یہ بیان نہایت جلی انداز میں پانچ کالمی سرخی کی صورت میں شائع ہوا کہ "بلاسود بینکاری اگلے سال سے شروع ہو جائے گی"۔ اس خبر کی تفصیل مذکورہ اخبار نے ان الفاظ میں درج کی ہے:

"ایک سیمینار کے اختتام پر راجہ ظفرالحق نے اخبار نویسوں سے بات کرتے ہوئے کسی حتمی تاریخ کا ذکر کئے بغیر کہا کہ ۱۹۹۸ء کے دوران سود سے پاک بینکنگ نظام کام شروع کر دے گا۔ انہوں نے کہا کہ وزیراعظم نواز شریف نے مجھے سود سے پاک بینکنگ نظام کے اجراء کے بارے میں فارمولا طے کرنے کا کام سونپا تھا۔ اس کے لئے ایک کمیشن تشکیل دیا گیا جس نے حال ہی میں اپنی ایک رپورٹ وزیراعظم کو پیش کر دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا کے ۲۶ ممالک میں سود سے پاک بینکنگ نظام بڑی کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے"۔

اس خبر کو پڑھ کر ہمارے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ اس پر خوشی کے شادیانے بجائیں یا نالہ و فریاد کی راہ اپناتے ہوئے صدائے احتجاج بلند کریں۔ اس لئے کہ گزشتہ چھ ماہ کے دوران وقفے وقفے سے راجہ ظفرالحق متعدد بار یہ بیان دے چکے ہیں کہ چند دنوں کے اندر اندر بلاسود بینکاری کا نظام رائج کر دیا جائے گا۔ اب تازہ بیان میں انہوں نے اگلے سال کی بات کی ہے اور وہ بھی کسی حتمی تاریخ کے بغیر نہایت مبہم انداز میں۔ ہمارے لئے بقول غالب ؎

ترے وعدے پہ جئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

اسے تاخیری حربوں پر محمول کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ ہمیں خوب اندازہ ہو چکا ہے کہ موجودہ حکومت کی، جس کے سرخیل میاں نواز شریف صاحب ہیں، ترجیحات کیا ہیں اور وہ شریعت کی بالادستی اور ملکی معیشت سے سود کو پاک کرنے کے معاملے میں کس درجے مخلص اور مشتاق ہیں —— تاہم اب بھی اگر حکومت اس معاملے میں فی الواقع کوئی مثبت قدم اٹھائے تو ہم نہ صرف اس کا خیرمقدم کریں گے بلکہ اس کی بھرپور تائید بھی کریں گے اس لئے کہ سود کا معاملہ ہمارے نزدیک کلیدی اہمیت کا حامل ہے۔

بحمداللہ تنظیم اسلامی کے امیر، محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے آج سے کم و بیش سات آٹھ ماہ قبل اللہ کی تائید و توفیق سے "تکمیل دستور خلافت" مہم کے حوالے سے جہاں میاں نواز شریف کو دستور میں قرآن و سنت کی غیر مشروط بالادستی کے قیام کے ضمن میں ضروری دستوری ترامیم سے ایک محکم تجویز کی صورت میں نہایت واضح اور دوٹوک انداز میں مطلع کر کے احقاق حق کا فریضہ ادا کر دیا تھا، وہاں بینکنگ کے نظام کو سود سے پاک کرنے کے ضمن میں بھی قابل عمل تجاویز پر مشتمل ایک ایسا فارمولا پیش کر کے جو فوری طور پر نافذ العمل ہو سکتا تھا، میاں نواز شریف پر اتمام حجت کر دیا تھا۔ (اس سلسلے کی تمام تفصیلات اپریل کے "ندائے خلافت" کے خصوصی شمارے میں شائع کی جا چکی ہیں)۔ امیر تنظیم اسلامی نے میاں نواز شریف تک اپنا یہ موقف سورۂ نوح کی آیت "ثم انی اعلنت لھم واسررت لھم اسرارا" کے مصداق ان نجی ملاقاتوں میں بھی کہ جب میاں صاحب اپنے والد محترم میاں محمد شریف اور دونوں بھائیوں میاں شہباز شریف اور میاں عباس شریف کے ہمراہ امیر تنظیم سے ملاقات کے لئے قرآن اکیڈمی تشریف لائے، وضاحت سے پہنچایا اور پرائم منسٹر ہاؤس میں تنظیم کے ایک وفد کی قیادت کرتے ہوئے وزیراعظم اور ان کی ٹیم تک علانیہ بھی پہنچایا اور حق نصح و خیرخواہی ادا کر دیا۔ امیر تنظیم نے ان ہر تین مواقع پر وزیراعظم تک اپنا یہ احساس منتقل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی کہ پاکستان کی بقا اور استحکام صرف اور صرف اسلام کے ساتھ وابستہ ہے اور دستور میں قرآن و سنت کو غیر مشروط طور پر بالادست بنائے بغیر اور ملکی معیشت کو سود سے پاک کئے بغیر ہمارا ملک بحرانوں کے گرداب سے نہیں نکل سکتا اور ہمارے حالات میں کوئی پائیدار مثبت تبدیلی نہیں آ سکتی —— لیکن خود امیر تنظیم کے بقول کوئی "مضبوط ہاتھ" میاں صاحب کو اس رخ پر پیش قدمی سے روکتا رہا اور یہ معاملہ تاخیر و تعویق کا شکار ہوتا چلا گیا۔ یہ اللہ ہی جانتا ہے کہ یہ مضبوط ہاتھ کوئی بیرونی دباؤ ہے یا اندرونی طور پر میاں صاحب کے رفقاء کار اور ارکان اسمبلی کا عدم تعاون ہے یا خود میاں صاحب کی اپنی ترجیحات اس معاملے میں رکاوٹ بنی ہوئی ہیں —— بہرکیف پاکستان بدستور بحرانوں کی زد میں ہے اور ملکی معیشت آج بھی پہلے کی طرح شدید اضمحلال سے دوچار ہے بلکہ پہلے سے بھی بدتر حالت میں ہے۔ معروف ماہر اقتصادیات ڈاکٹر محبوب الحق کا حالیہ بیان کہ ملک معاشی اعتبار سے بدترین دور سے گزر رہا ہے اور کسی لمحے دیوالیہ ہونے کو ہے، ہماری آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہونا چاہئے۔ اس ضمن میں بھاری مینڈیٹ کی حامل حکومت سے وابستہ توقعات تاحال نقش برآب ثابت ہوئی ہیں۔

موجودہ حکومت سے ہماری مخلصانہ گزارش ہے کہ وہ اس معاملے میں مزید تاخیر و تعویق سے کام نہ لے۔ وفاقی وزیر برائے مذہبی امور اگر خود یہ فرماتے ہیں کہ ۲۶ ممالک میں بلاسود بینکاری کا نظام کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے تو پھر اس معاملے میں ان کے لئے تاخیر و تعویق کا آخر کیا جواز ہے؟ —— اللہ اور اس کے رسولؐ سے جنگ کو طول دینے میں کون سی مصلحت اور حکمت پوشیدہ ہے؟ جب تک ہم ملکی و قومی سطح پر اس جنگ کو ختم کرنے کا اعلان نہیں کریں گے، اللہ کی رحمت اور نصرت ہمارے شامل حال نہیں ہو گی اور ہم کٹی ہوئی پتنگ اور بے لنگر کے جہاز کی مانند بحرانوں کے مہیب سیلاب میں بھٹکتے رہیں گے اور "استحکام پاکستان" کی خواہش محض ایک خواب بن کر رہ جائے گی۔ OO

اسلامی ممالک نے حقیقی اسلام کو دیس نکالا دے رکھا ہے !

سربراہ کانفرنسوں سے اسلامی دنیا میں انقلابی تبدیلیاں کیوں نہیں آتیں؟

اگر مسلم کامن مارکیٹ کا تصور عملی شکل اختیار کرلے تو امت مسلمہ اکیسویں صدی کی بہت بڑی اقتصادی قوت بن جائے گی

عرب ممالک کی جانب سے بھارت کے اقتصادی بائیکاٹ سے مسئلہ کشمیر فوراً حل ہو جائے گا

مالدار اسلامی ممالک غریب اسلامی ممالک سے اقتصادی تعاون کرنے پر آمادہ نہیں!

امریکہ اور اس کے اتحادی' اسلامی ممالک میں انتشار و افتراق ڈالنے میں کامیاب رہے ہیں

مرزا ایوب بیگ' لاہور

بیسویں صدی کی ساٹھ کی دہائی کا اختتام بڑا عظیم الشان ہوا۔ ایک طرف امریکہ نے انسان کو کرۂ ارضی سے نکال کر چاند میں پہنچادیا اور دوسری طرف مسلمانان عالم جو چاند کو تو محض چندا ماموں کے حوالے سے جانتے تھے' انہوں نے مراکش کے خوبصورت شہر رباط میں پہلی عالمی اسلامی سربراہی کانفرنس منعقد کر کے عالمی سیاست میں تہلکہ مچادیا۔ خلا میں روس کی برتری ختم کرنے اور زمین کے علاوہ کسی دوسرے سیارے پر سب سے پہلے امریکیوں کے قدم رکھنے پر امریکہ میں جشن کا سماں تھا۔ وائٹ ہاؤس کے ترجمان نے اعلان کیا کہ صدر نکسن بچشم خود اس منظر کا نظارہ کرنے کیلئے رات بھر سوئے نہیں۔ امریکی انتظامیہ تسخیر کائنات کے سلسلے میں اپنی اس پیش رفت پر فخر اور خوشی و شادمانی کے بھرپور اظہار کے ساتھ ساتھ اپنے فرائض سے غافل نہیں تھی اور انہوں نے OIC یعنی (Organization of Islamic Conference) کے قیام کا نوٹس لیا اور امریکی مفادات کے حوالہ سے اس تنظیم کے قیام سے پیدا ہونے والی نئی صورتحال سے نبٹنے کے لئے تیزی سے بعض اقدامات کا آغاز کر دیا' جن میں سے مسلمان ممالک کے درمیان پھوٹ ڈالنے اور انہیں ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار کرنا سرفہرست تھا۔ امریکہ کی OIC کے بارے میں تشویش بے جا نہیں تھی عام مسلمان بھی یہ سوچنے لگا تھا کہ شاید مفکر اسلام علامہ اقبال کا متحدہ ملت اسلامیہ کے بارے میں تصور حقیقت کا روپ دھارنے کو ہے۔ بعض جذباتی مسلمان خیالی پلاؤ پکانے لگے کہ اب نیل کے پانی سے کاشغر کی خاک کو گوندھا جائے گا اور مسلمانان عالم کے جذبہ ایمانی کے آتش کدہ میں اسے پختہ کیا جائے گا اور اس کی ضرب سے باطل کا سر پاش پاش کر دیا جائے گا۔ لیکن پہلی اسلامی کانفرنس آغاز ہی سے بعض مشکلات کا شکار ہو گئی اور "اسلامی ملک کی تعریف" پر مسلمان ممالک میں تنازعہ پیدا ہو گیا۔ ایک ملک میں کتنے مسلمان آباد ہوں تو وہ مسلم ملک کہلائے گا' آیا او آئی سی کا رکن بننے کے لئے ملک کے سربراہ کا مسلمان ہونا ضروری ہے یا نہیں' وغیرہ۔ لہٰذا اسی جھگڑے کے دوران بھارت کو بھی اسلامی ممالک کی کانفرنس میں شرکت کا دعوت نامہ پہنچا دیا گیا اور بھارتی حکومت کی طرف سے ایک سکھ نمائندہ (غالباً سردار سورن سنگھ) کانفرنس میں آ دھمکا۔ کانفرنس ہال میں داخل ہوتے ہوئے اس سکھ نے اتنی بلند آواز سے السلام علیکم کہا کہ کسی مسلمان سربراہ نے نہیں کہا ہو گا۔ پاکستان میں اس وقت ایک فوجی حکومت تھی اور یحییٰ خان اس کے سربراہ کی حیثیت سے کانفرنس میں موجود تھے۔ یحییٰ خان خلاف توقع بڑے زوردار انداز میں گرجے اور کانفرنس کے بائیکاٹ کی دھمکی دے دی۔ یہ دھمکی کارگر ثابت ہوئی اور میزبان نے سردار جی سے معذرت کرلی اور بحث و تمحیص کے بعد یہ طے ہوا کہ جس ملک میں پچاس فیصد سے زائد مسلمان آباد ہوں اور اس کا سربراہ بھی مسلمان ہو وہی اسلامی تنظیم کا رکن بن سکتا ہے۔

۹ دسمبر سے ۱۱ دسمبر تک آٹھویں اسلامی سربراہ کانفرنس تہران میں منعقد ہوئی جس میں پچپن اسلامی ممالک کے سربراہان مملکت یا ان کے نمائندوں نے شرکت کی اور پرجوش تقریریں کیں۔ ایک سو بیالیس (۱۴۲) قراردادیں منظور کیں جن میں مشترکہ اسلامی منڈی کا قیام' سلامتی کونسل میں او آئی سی کی نمائندگی' نئے منصفانہ ورلڈ آرڈر کی تشکیل اور مسلمان ممالک کے باہمی تنازعات کے پرامن حل کی قراردادیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ لیکن اس سے پہلے بھی منعقد ہونے والی سات مسلم سربراہ کانفرنسیں اس نوع کی قراردادیں منظور کر چکی ہیں جن کا نہ صرف غیر مسلم دنیا نے قطعی طور پر کوئی نوٹس نہیں لیا بلکہ خود مسلم دنیا نے اپنی ان قراردادوں کو کوئی عملی شکل دینے کے لئے ایک قدم بھی نہیں اٹھایا اور اب تک یہ کانفرنسیں نشستند' گفتند اور برخاستند کا عملی نمونہ بنی ہوئی ہیں۔

اب تک کی کارکردگی تو یہ ہے کہ جس اسلامی ملک میں یہ کانفرنس منعقد ہو رہی ہوتی ہے اسے دلہن کی طرح سجایا جاتا ہے' خوب چراغاں کیا جاتا ہے اور مقررہ تاریخوں میں اسلامی ممالک کے سربراہوں کا میلہ لگ جاتا ہے' اس لحاظ سے اس کانفرنس کو "میلہ چراغاں" کہا جائے تو کوئی غلط نہ ہو گا۔ عام مسلمان یہ سوچنے میں حق بجانب ہے کہ اسلامی سربراہ کانفرنس سے اسلامی ممالک میں انقلابی تبدیلیاں عمل میں کیوں نہیں آئیں۔ مسلمان ممالک کے سیاسی' سماجی اور معاشی حالات میں کوئی تبدیلی رونما کیوں نہیں ہو رہی۔ غریب مسلمان ممالک کو قدرتی وسائل سے مالا مال امیر اسلامی ممالک آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے

شکنجے سے آزاد کیوں نہیں کراتے۔ کشمیر' فلسطین' اریٹیریا' قبرص' چیچنیا اور بوسنیا کے مظلوم و مجبور اور محکوم مسلمانوں کی آزادی کے لئے اسلامی سربراہ کانفرنس نے کیا لائحہ عمل تیار کیا ہے۔ جن غریب مسلمان ممالک میں عوام انتہائی کم تر سطح پر زندگی گزار رہے ہیں وہاں بنیادی تعلیم اور علاج کی ابتدائی سہولتیں بھی موجود نہیں' سرزمین عرب سے اگلنے والا سیال سونا ان کے کسی کام نہیں آرہا البتہ یورپ اور امریکہ کے بینکاری نظام کو اس سیال سونے سے وصول ہونے والا سرمایہ سہارا دے رہا ہے۔ اس وقت دنیا میں ایک ارب ۲۰ کروڑ کے قریب مسلمان ہیں جو دنیا کے تمام براعظموں میں پھیلے ہوئے ہیں اور جغرافیائی لحاظ سے یہ مسلمان ممالک دنیا کے انتہائی نازک اور حساس محل وقوع پر محیط ہیں۔ اسلامی ممالک معدنی وسائل سے مال ہیں' دفاعی اعتبار سے بھی بعض اسلامی ممالک خاصے مضبوط ہیں اور اب تو ایٹمی پروگرام سے بھی اسلامی دنیا یکسر محروم نہیں ہے لیکن اس سب کے باوجود عالم اسلام کا اتحاد کسی کے لئے خطرہ نہیں بن پاتا اور نہ ہی خود اپنے مسائل کو حل کرنے کے معاملہ میں نتیجہ خیز ثابت ہو رہا ہے۔

سوال یہ ہے کہ دنیا کے ایک تہائی ممالک کے اتنے زوردار اعلامیہ پر دھیان کیوں نہیں دیا جا رہا اور دنیا کے تقریباً ایک درجن ممالک جن کی اس وقت پوری دنیا پر اجارہ داری ہے' مسلم ممالک کے سربراہوں کے بڑے بڑے اعلانات سے ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگ رہی۔ ایسا کیوں ہے؟ اس کی صرف اور صرف وجہ یہ ہے کہ مسلم سربراہ آپس میں پرجوش انداز میں معانقہ کرتے ہیں' ایک دوسرے کے گالوں پر محبت بھرے بوسے بھی ثبت کرتے ہیں لیکن وہ ایک دوسرے سے سیاسی' اقتصادی اور دفاعی تعاون کرنے کو قطعی طور پر تیار نہیں۔ مسلمان ممالک کی باہمی تجارت نہ ہونے برابر ہے۔ اگر مسلمان ممالک کے وزراء خزانہ و تجارت یہ جائزہ لیں کہ ایک دوسرے کی اقتصادی ضروریات کس طرح پوری کی جاسکتی ہیں اور یہ باہمی تعاون بہت مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ صنعتی اعتبار سے بالخصوص مینوفیکچرنگ میں اسلامی ممالک بہت پیچھے ہیں لیکن ہر قسم کا خام مال اللہ کے فضل و کرم سے بہت ہے' اس کی بنیاد پر ایک دوسرے سے تعاون کیا جا سکتا ہے اور ایک دوسرے کے ملک میں صنعتیں لگائی جا سکتی ہیں۔ دولت مند اسلامی ممالک ایسے اسلامی ممالک میں سرمایہ کاری کریں جن کی آبادی بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے لیبر ارزاں ہے۔ پھر یہ کہ آج مارکیٹ کا دور ہے۔ اسلامی دنیا کے پاس تو بڑی وسیع مارکیٹیں ہیں اگر خدا کرے مسلم کامن مارکیٹ کا تصور عملی شکل اختیار کر لے اور اسلامی ممالک مارکیٹنگ کے جدید اصولوں پر مربوط پالیسیاں تشکیل دیں تو یقیناً اکیسویں صدی میں اسلامی دنیا ایک بہت بڑی اقتصادی قوت بن جائے گی۔ ذرا تصور کیجئے کہ اگر مشرق وسطیٰ بھارت کا اقتصادی بائیکاٹ کر دے اور تمام عرب مارکیٹیں اس کی مصنوعات سے خالی ہو جائیں تو راقم کو یقین ہے کہ سالوں میں نہیں مہینوں میں بلکہ دنوں میں بھارتی اکانومی کا دیوالیہ نکل جائے اور وہ کشمیر جس سے وہ نہ مذاکرات سے اور نہ تین جنگوں کے باوجود دستبردار ہونے کو تیار ہے بلکہ کشمیریوں پر اپنے ظلم و ستم میں اضافہ کرتا چلا جا رہا ہے' اپنی اکانومی کو بچانے کے لئے وہ کشمیر پلیٹ میں رکھ کر پیش کر دے گا کیونکہ اس اقتصادی بائیکاٹ سے وہ پارہ پارہ ہو جائے گا' کسی صورت اپنے جغرافیائی وجود کو قائم نہیں رکھ سکے گا اور سوویت یونین کی طرح کئی ٹکڑوں میں بٹ جائے گا۔ اسی طرح اگر عرب سرمایہ امریکہ اور یورپ کے بینکوں سے نکل جائے تو اپنے بینکاری نظام کو بچانے کے لئے سفید سامراج اسرائیل کی پشت سے یقیناً ہاتھ اٹھا لے گا۔ لیکن ایسا کیوں نہیں ہو پا رہا؟ تو اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ امریکہ اور اس کا اتحادی یورپ نہ صرف اسلامی ملکوں کو آپس میں لڑا رہا ہے بلکہ اکثر اسلامی ممالک کے اندر بھی انتشار اور افتراق ڈالنے میں کامیاب ہے۔ درحقیقت اکثر اسلامی ممالک میں حقیقی جمہوری حکومتیں قائم نہیں ہیں اور حاکم یا بادشاہ ہیں یا فوجی آمر یا چور دروازوں سے اقتدار پر براجمان ہونے والے ہیں' عوام سے ان کا کوئی رابطہ نہیں اور نہ وہ عوام میں مقبول ہیں۔ اپنے مخالفین کو سختی سے دباتے ہیں اور عوام کے بنیادی حقوق سلب کر لیتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے ذاتی اقتدار کا انحصار بالادست قوتوں بالخصوص امریکہ کی آشیرباد پر ہے۔ امریکہ ان ممالک میں ایک شخص کو تخت پر بٹھاتا ہے اور اس کے دشمنوں کو شہ دیتا رہتا ہے تاکہ برسراقتدار شخص یا طبقہ ہر وقت خطرہ محسوس کرتا رہے اور ملک کے اندر اپنے دشمنوں پر قابو پانے کے لئے امریکہ کے مفادات کا تحفظ کرتا رہے اور اس کے اشاروں پر ناچتا رہے۔ لہٰذا اپنے ذاتی اقتدار کے تحفظ کے لئے نہ صرف اپنے ملک کے بلکہ امت مسلمہ کے اجتماعی مفادات کو بھی بیچ دیتا ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ اسلامی ممالک نے حقیقی اسلام کو دیس نکالا دے دیا ہے اللہ کے خوف سے دل خالی ہو گئے ہیں لیکن دل کیونکہ خالی نہیں رہ سکتا لہٰذا دنیوی قوتیں اس پر غالب آگئی ہیں اور ان کا خوف چھا گیا ہے۔ انفرادی اور اجتماعی سطح پر اس خوف کو دل سے نکالنا اور اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ کرنا مسئلے کا اصل اور واحد حل ہے۔

الحمدللہ کہ **ڈاکٹر اسرار احمد** امیر تنظیم اسلامی

بنگلہ دیش یعنی **مشرقی پاکستان**

کے دورے سے واپس تشریف لے آئے ہیں —— اور

ان شاء اللہ بروز جمعہ' باغ جناح میں ساڑھے بارہ بجے

اس سفر کے مشاہدات اور تاثرات اور بالخصوص

محصور پاکستانیوں المعروف **بہاری مسلمانوں**

کی حالت زار سے مسلمانان پاکستان کو آگاہ کریں گے

ڈرو مظلوم کی آہوں سے جب اٹھتی ہیں سینوں سے

قبولیت ہے کرتی خیر مقدم چرخ سے آ کر!

انتقال پر ملال

اسرہ بند روڈ کے رفیق تنظیم جناب محمد حسن کے والد محترم کا قضائے الٰہی سے انتقال ہو گیا ہے۔ قارئین سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی استدعا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

سرگودھا سے تعلق رکھنے والی رفیقہ تنظیم مسز تحسین کے خاوند کا 15/ دسمبر کو انتقال ہو گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

☆ ☆ ☆

خلافت فاروقیؓ کی فتوحات

تحریر و تحقیق : فرقان دانش خان

فتوحات یعنی توسیع خلافت' انقلاب محمدیؐ کا وہ آخری مرحلہ ہے جو کسی بھی حقیقی انقلاب کا لٹمس ٹیسٹ ہے' یعنی یہ کسی حقیقی انقلاب کا لازمی نتیجہ ہے کہ وہ محدود نہ رہے بلکہ وسعت اختیار کرے۔ انقلاب فرانس جو صرف اجتماعی زندگی کے ایک گوشے میں برپا ہوا تھا' کہاں سے کہاں پہنچا۔ بالشویک انقلاب لاطینی امریکہ تک پہنچ گیا لیکن بدقسمتی سے اسلامی انقلاب کی وسعت کے باب کو ہماری نگاہوں سے چھپا دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ عالم اسلام پہ پچھلے نو آبادیاتی تسلط کے دوران ہم پر بہت زیادہ تنقید کی گئی ع "بوئے خون آتی ہے اس قوم کے افسانوں سے" یعنی اسلام تلوار سے پھیلا ہے۔ چنانچہ اس پروپیگنڈے پر ہماری طرف سے موثر جواب کے بجائے معذرت خواہانہ رویہ اختیار کیا گیا اور تاریخ اسلام کے اس اہم پہلو سے صرف نظر کیا گیا۔

یہ درست ہے کہ اسلام مسلمانوں کے اخلاق حسنہ سے پھیلا ہے اور غیر مسلم ممالک کو زیر نگیں کرنے کے لئے وہ ہتھکنڈے استعمال نہیں کئے گئے جو فاتحین عالم مفتوحہ علاقوں کو زیر تسلط رکھنے کے لئے استعمال کیا کرتے تھے۔ اسی طرح نہ کسی کو زبردستی اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا گیا بلکہ اقوام عالم عام مسلمانوں اور اسلامی لشکروں کے سیرت و کردار سے متاثر ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہوئی ہیں۔ تاہم مامور من اللہ ہونے کے باعث یہ ضروری تھا کہ پوری بنی نوع انسان تک انقلاب محمدیؐ یعنی خلافت راشدہ کی برکات پہنچائی جائیں۔ کیونکہ اسلام ہی وہ کامل نظام زندگی فراہم کرتا ہے جو انسان کو کامل فوز و فلاح سے ہمکنار کر سکتا ہے۔ جبکہ انسان کے بنائے ہوئے نظام ہائے زندگی میں ایک اقلیت کے ہاتھوں انسانوں کی عظیم اکثریت کے استحصال کے سوا کچھ موجود نہیں۔ گویا توسیع خلافت ہر انسان کی اپنی ضرورت تھی' البتہ فلاح کے اس توسیعی پروگرام کی راہ میں رکاوٹ اٹھانے والوں پر تلوار اٹھانا پڑی ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے :

"اللہ نے مومنین کی جانیں اور مال جنت کے عوض خرید لی ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں' قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے بھی ہیں"۔ (توبہ : ۱۱۱)

توسیع انقلاب کے جس مرحلے کا آغاز سلطنت روما سے ٹکراؤ کی صورت میں حضرت محمد ﷺ کی حیات طیبہ ہی میں ہو گیا تھا لیکن فتوحات کی ابتدا حضرت ابوبکرؓ کے دور میں ہوئی تھی جبکہ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دور حکومت میں اس مرحلے کو تکمیلی درجے میں داخل کر دیا۔ آپؓ کے دس سالہ قلیل عرصہ حکومت میں ہندوستان کی سرحد سے شمال افریقہ تک اسلام کا پرچم لہرانے لگا اور تاریخ حیران ہے کہ ان ساری فتوحات کے دوران ظلم و جور کا ایک واقعہ بھی پیش نہیں آیا۔ اس لحاظ سے فاروق اعظمؓ کو بلاشبہ دنیا کا سب سے بڑا فاتح کہا جا سکتا ہے۔

فتوحات ایران :

آپؓ نے جمادی الثانی ۱۳ھ کو مسند خلافت سنبھالا۔ اس وقت شام و عراق کے دو محاذوں پر جنگ چھڑی ہوئی تھی' چنانچہ آپؓ نے سب سے پہلے ان مہموں پر توجہ دی۔ طوالت کے خوف سے تفصیلات بیان نہیں کی جا رہیں اور نیچے صرف مفتوحہ علاقوں کے سرسری ذکر پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔

خلافت راشدہ

✪ عراق کے محاذ پر مسلمانوں کو ایرانی فوج سے سابقہ تھا۔ ایرانی فوج کے سپہ سالار رستم سے کئی معرکۃ الآرا جنگیں ہوئیں جن میں جنگ نمارق' جسر' بویب اور جنگ قادسیہ شامل ہیں۔ بالآخر ۱۴ھ میں سعد بن ابی وقاصؓ کی سرکردگی میں مسلمانوں کو جنگ قادسیہ میں ایرانی فوج پر فتح ہوئی اور رستم مارا گیا۔ جب حضرت عمرؓ کو فتح کی خبر ملی تو مسلمانوں کو جمع کر کے حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا :

"مسلمانو! میں بادشاہ نہیں ہوں کہ تم کو غلام بنانا چاہتا ہوں' میں تو خود خدا کا غلام ہوں البتہ (فرق یہ ہے کہ) خلافت کا بار گراں میرے اوپر ڈالا گیا ہے۔ (جس کے باعث یہ میری ذمہ داری ہے کہ میں تمہاری خدمت کروں)۔ اگر میں اس طرح تمہاری خدمت کر سکوں کہ تم اطمینان سے شکم سیر ہو کر اپنے گھروں میں سوؤ تو یہ میرے لئے عین سعادت ہے اور اگر میری یہ خواہش ہو کہ تم لوگ میرے دروازے پر حاضری دو تو یہ میری بدبختی ہوگی" (طبری)

✪ قادسیہ کی شکست کے بعد ایرانیوں نے بابل کے مقام پر اپنی فوج کو از سر نو منظم کیا۔ قادسیہ میں دو ماہ ٹھہرنے کے بعد سعد بن ابی وقاص بابل کی طرف بڑھے۔ ایرانی فوج جنگ قادسیہ کے بعد بہت کمزور ہو گئی تھی چنانچہ وہ مسلمانوں کے مقابلہ پر نہ ٹک سکے اور مسلمان بابل' کوثی اور بہرہ شیر وغیرہ پر قبضہ کرتے ہوئے ایران کے پایہ تخت مدائن کی طرف بڑھے۔ ایرانیوں نے دریائے دجلہ کا پل توڑ دیا اور کشتیاں روک دیں۔ تاکہ مسلمان دریا پار نہ کر سکیں۔ اس پر حضرت سعد بن وقاصؓ نے اللہ سے مدد طلب کی اور خدا کا نام لے کر دجلہ میں گھوڑا ڈال دیا' انہیں دیکھ کر پوری فوج دجلہ میں اتر گئی۔ اگرچہ دریا میں طغیانی آئی ہوئی تھی لیکن اسلامی فوج کے لئے اللہ کی غیبی مدد کا ظہور ہوا۔ اور وہ دریا پار سے اس طرح گزر گئے کہ گھوڑوں کے سم تک گیلے نہ ہوئے' گویا پختہ راستے پر چل رہے ہوں۔ (اس قسم کے نصرت خداوندی کے واقعات کی تشریح اسی مضمون میں "خلافت کا ایک اور رخ" کے عنوان سے کی گئی ہے)۔ ایرانیوں نے جب مسلمانوں کو اس طرح دریا عبور کرتے دیکھا تو "دیو آمدند' دیو آمدند" کہتے ہوئے بھاگ نکلے۔ شاہ ایران یزدگرد بھی مسلمانوں کو شہر میں داخل ہوتا دیکھ کر پایہ تخت چھوڑ کر بھاگ نکلا اور یوں مدائن بھی فتح ہو گیا۔ مسلمانوں نے پہلی نماز جمعہ ایوان کسریٰ میں ادا کی۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے مدائن کو صدر مقام بنایا اور اب تک کے مفتوحہ علاقوں کا نظم و نسق سنبھالا۔ قصر شاہی میں صدیوں کی جمع شدہ دولت' زر و جواہر کے ذخیرے اور نہایت ہی قیمتی سامان بطور مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ یہ تمام سیم و زر اور تاریخی نوادر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے حضرت عمرؓ کے پاس مدینہ منورہ بجھوا دیئے۔ کیونکہ مال غنیمت کی تقسیم کا فیصلہ امیر یا کمانڈر انچیف کے ہاتھ میں ہوتا ہے' نیز ایک مومن رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر "رب کی بڑائی" قائم کرنے کے لئے کفار سے جنگ کرتا ہے' مال غنیمت یا ملک گیری سے اسے کوئی سروکار نہیں ہوتا' بقول علامہ اقبالؒ

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

ان نوادر میں نوشیرواں کا ملبوس شاہی اور ایران کا تاریخی "فرش بہار" بھی تھا' جس پر سونے چاندی اور مختلف قسم کے جواہرات کے گل بوٹے بنے ہوئے تھے۔ جب یہ بچھایا جاتا تھا تو سچ مچ بہار کا سماں معلوم ہوتا تھا۔ سب صحابہؓ کی رائے تھی کہ اسے یونہی محفوظ رہنے دیا جائے۔ مگر حضرت علیؓ کی رائے پر یہ قالین ٹکڑے کر کے لوگوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی فوج میں ساٹھ ہزار شہ سوار تھے۔ جب حضرت عمرؓ نے ان ...

غنیمت دیا تو ہر ایک کو دس ہزار درہم ملے۔

✪ مدائن سے نکلنے کے بعد ایران کی ہزیمت خوردہ فوج نے جلولا کے مقام کو مرکز بنایا۔ اور قلعہ بند ہو گئی۔ حضرت سعد بن وقاصؓ نے دربار خلافت کی ہدایت پر ہاشم بن عتبہؓ اور قعقاع بن عمروؓ کی معیت میں بارہ ہزار کا لشکر جلولا بھیجا' جنہوں نے کئی ماہ کے محاصرے کے بعد جلولا فتح کر لیا۔ جلولا سے بھی بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اس غنیمت کو کمانڈر انچیف نے فوج میں تقسیم کیا۔ اس غنیمت کا خمس جب مدینہ منورہ بھیجا گیا تو مسجد نبوی میں ڈھیر لگ گیا۔ اس پر حضرت عمر فاروقؓ بے ساختہ رو پڑے اور فرمایا : "جہاں دولت کا قدم آتا ہے' رشک و حسد بھی ساتھ آتے ہیں"۔ واضح رہے کہ غنیمت کے مال کا خمس یعنی پانچواں حصہ مسلمانوں کی اجتماعی فلاح و بہبود کے لئے بیت المال میں جمع ہوتا ہے اور باقی مال فوجیوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ تاہم کوئی فوجی مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے ایک ذرہ بھی خود اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔

✪ اس دوران شاہ ایران "حلوان" میں مقیم تھا' جلولا کی تسخیر کی خبر سن کر وہاں سے بھاگ نکلا اور "رے" کے مقام پر چلا گیا۔ قعقاع نے آگے بڑھ کر حلوان پر بھی قبضہ کر لیا اور عام منادی کرادی کہ "جو لوگ اسلام یا جزیہ قبول کر لیں گے۔ ان کی جان اور ان کا مال محفوظ رہے گا"۔ اس اعلان پر بہت سے سردار مسلمان ہو گئے۔ حلوان عراق کا آخری مقام تھا۔ اس کے بعد عراق کے چھوٹے چھوٹے علاقے خود بخود مسلمانوں کے زیر نگیں آ گئے اور ۱۶ھ کے اختتام تک عراق کی فتح مکمل ہو گئی۔

✪ عراق ہاتھ سے نکلنے کے بعد ایرانیوں کو کسی پل چین نہ آتا تھا' چنانچہ مسلمانوں کا پہلے ایرانی فوج سے مقابلہ تھا' مگر اب پوری ایرانی قوم نے مسلمانوں سے مقابلے کے لئے ہتھیار اٹھا لئے۔ چنانچہ مسلمانوں کو تکریت' خوزستان' نہاوند کے معرکے پیش آئے جن میں مسلمانوں کو بالآخر فتح ہوئی۔ اس کے بعد ۲۱ھ میں اسلامی افواج کو ایران پر عام لشکر کشی کی غرض سے مختلف اطراف میں تقسیم کر دیا گیا۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں ایران تسخیر ہو گیا۔ اور اسلامی افواج ایک طرف وسط ایشیا تک تو دوسری طرف مکران کے راستے برصغیر پاک و ہند میں دریائے سندھ تک پہنچ گئیں۔ حضرت عمرؓ کو جب اس فتح کی خبر ملی تو آپؓ نے ایک بڑے اجتماع سے خطاب فرمایا : آج مجوسیوں کی سلطنت برباد ہو گئی۔ اب وہ اسلام کو کسی طرح نقصان نہیں پہنچا سکتے لیکن اگر تم بھی صراط مستقیم پر قائم نہ رہے تو اللہ تم سے بھی حکومت چھین کر دوسروں کو دے دے گا۔"

فتوحات شام :

شام کے چھوٹے چھوٹے شہر تو خلافت صدیقیؓ میں فتح ہو چکے تھے حضرت عمرؓ کے دور میں ۱۴ھ میں دمشق فتح ہوا۔ اس کے بعد حضرت عبیدہؓ اور خالد بن ولیدؓ نے حمص کی طرف پیش قدمی کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ دمشق کی فتح کے بعد قیصر روم نے شام کو بچانے کے لئے سلطنت کے دور دراز مقامات سے فوجیں طلب کیں۔ لیکن مسلمانوں نے سخت مقابلے اور کئی جنگوں کے بعد شام کے بہت سے علاقے کو زیر نگیں لے لیا۔ ان جنگوں میں جنگ یرموک بہت مشہور ہے کیونکہ فتح یرموک کے بعد ہی مسلمانوں نے ہرقل کے پایہ تخت انطاکیہ تک سارا شام فتح کیا۔

✪ بیت المقدس (یروشلم) کی تسخیر کے بغیر شام کی فتح ادھوری رہ جاتی تھی۔ چنانچہ اسلامی فوجوں نے فتح یرموک کے بعد اس کا محاصرہ کر لیا۔ عیسائی شہر میں محصور ہو کر بیٹھ گئے۔ کچھ عرصہ بعد عیسائیوں نے محاصرہ کی صعوبتوں سے تنگ آ کر صلح کی اس شرط پر درخواست کی کہ مسلمانوں کے خلیفہ خود آ کر صلح کریں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اکابر صحابہؓ سے مشورہ کیا' جنہوں نے بیت المقدس کی اہمیت کے پیش نظر عیسائیوں کی شرط قبول کرنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ ۱۶ھ کو حضرت عمرؓ مدینہ منورہ میں حضرت علیؓ کو اپنا قائم مقام بنا کر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔ آپؓ کے ہمراہ ایک غلام اور ایک اونٹ تھا۔ دوران سفر آقا اور غلام باری باری اونٹ پر سوار ہوتے تھے۔ حضرت عمرؓ کا لباس بھی معمولی اور پرانا تھا۔ جب آپؓ فلسطین کے شہر بیت المقدس میں داخل ہوئے تو غلام اونٹ پر سوار تھا۔ اور حضرت عمرؓ پیدل تھے۔ عیسائیوں نے مسلمانوں کے خلیفہ کو اس حال میں دیکھا تو تصدیق کر دی کہ ہماری کتابوں میں فاتح یروشلم (بیت المقدس) کا یہی حال اور

خلافت کا ایک اور رخ

اللہ نے یہ کائنات اشرف المخلوقات' حضرت انسان کے لئے بنائی ہے اور انسان کو اپنے لئے پیدا کیا۔ جب انسان اللہ کی زمین پر اللہ کی بڑائی کو بالفعل قائم کر دے تو اللہ اس کائنات کو انسان کے تابع کر دیتا ہے۔ گویا وہ زمین پر اللہ کا خلیفہ (نائب) بن جاتا ہے اور نصرت خداوندی کے طور پر کائنات کی ہر چیز اس کا حکم مانتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں حدیث قدسی کی رو سے اللہ اس کا ہاتھ بن جاتا ہے۔ جس سے وہ کام کرتا ہے' اللہ اس کے کان بن جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے۔

چنانچہ صحابہؓ کی زندگی میں میدان جنگ میں فرشتوں کا اترنا' صحابہؓ کے حکم پر درندوں کا جنگل خالی کر دینا' مٹھی بھر کھجور کا برسہا برس ختم نہ ہونا اور کفار کا میدان جنگ میں مرعوب ہو جانا جیسے واقعات اسی نصرت خداوندی کا ثبوت ہیں۔ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں بھی ایسے کئی واقعات پیش آئے جو اس بات کا مظہر ہیں کہ نظام خلافت اگر منہاج نبوت پر قائم ہو تو کائنات اہل ایمان کے تابع ہو جاتی ہے۔ مثلاً حضرت عمرؓ کے دور میں ایک بار زلزلہ آیا تو آپؓ نے زمین پر پیر مار کر کہا کیوں لرزتی ہے کیا عمرؓ انصاف نہیں کرتا۔ زمین فوراً ساکن ہو گئی اور زلزلہ ختم ہو گیا۔

✪ اسی طرح ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ جمعہ کے روز خطبہ فرما رہے تھے کہ دوران خطبہ تین بار با آواز بلند ارشاد فرمایا : یاساریہ الجبل (اے ساریہ پہاڑ کی طرف متوجہ ہو) اور پھر خطبہ شروع کر دیا۔ لوگ حیران ہوئے کہ حضرت ساریہ تو نہاوند میں مصروف جنگ ہیں۔ پھر ساریہ کو مخاطب کرنے سے کیا مراد ہے؟ لیکن کچھ روز بعد جب ساریہ کا ایلچی فتح کی خوشخبری لے کر آیا تو عقدہ کھلا کہ جمعہ کے روز وہ لوگ دشمن سے لڑ رہے تھے اور قریب تھا شکست ہو جائے کہ اچانک حضرت عمرؓ کی آواز سنی کہ ساریہ پہاڑ کی طرف جاؤ۔ انہوں نے پہاڑ کو اپنے پیچھے رکھ کر حملہ کیا تو فتح پائی۔ گویا اللہ تعالیٰ نے دوران خطبہ بغیر کسی لاسلکی رابطے کے وہاں کا منظر آپؓ کو دکھا دیا اور آپؓ کی آواز بھی وہاں تک پہنچا دی۔

✪ قیس ابن حجاج سے روایت ہے کہ عمرو بن عاصؓ نے جب مصر فتح کیا تو پتہ چلا کہ وہاں کے لوگوں کی کھیتی باڑی کا مدار دریائے نیل پر ہے اور جب یہ دریا خشک ہو جاتا ہے تو وہ چاند کی گیارہ تاریخ کو کسی کنواری لڑکی کا انتخاب کر کے اس کے ماں باپ کو راضی کرتے ہیں اور اسے بنا سنوار کر دریا میں ڈال دیتے ہیں جس کے بعد دریا جاری ہو جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ کو اس کی خبر کی گئی تو آپؓ نے عمرو بن العاصؓ کو خط لکھا کہ اسلام ان لغو باتوں کو مٹانے کے لئے آیا ہے' تم اس خط کے ساتھ بھیجے جانے والے دوسرے رقعے کو دریائے نیل میں ڈال دو۔ عمرو بن العاصؓ نے کھول کر دوسرا رقعہ پڑھا تو لکھا تھا : "اللہ کے بندہ امیرالمومنین عمر کی طرف سے دریائے نیل کو معلوم ہو کہ اگر تو خود بخود جاری ہوتا ہے تو ہمیں تیری ضرورت نہیں' اگر اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے جاری ہوتا ہے تو میں اسی اللہ واحد و قہار سے سوال کرتا ہوں کہ تجھے جاری کر دے"۔ چنانچہ دریا جاری ہو گیا بلکہ چھلکنے لگا اور آج تک بحکم الٰہی جاری و ساری ہے۔

دراصل خط کی یہ عبارت ایک طرح سے اہل مصر کو دعوت توحید تھی ورنہ اس خط کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ اگر حضرت عمرؓ وہیں اللہ سے دعا کرتے تو اللہ دریا کو جاری فرما دیتے۔

حلیہ درج ہے' چنانچہ انہوں نے شہر کی چابیاں آپؓ کے حوالے کر دیں اور معمولی جزیہ پر صلح نامہ طے ہوا۔ شرائط یہ تھیں کہ "اہل یروشلم کے جان اور مال کے تحفظ کی ذمہ داری لی جاتی ہے۔ ان کے گرجے اور صلیبیں محفوظ ہوں گی۔ انہیں تبدیلی مذہب پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ جو لوگ بیت المقدس سے باہر جانا چاہیں' انہیں ہر طرح امان حاصل ہو گا۔"

اس کے بعد پادریوں نے آپؓ کو شہر کی سیر کرائی۔ ایک گرجا میں نماز کا وقت آگیا تو عیسائیوں نے آپؓ کو گرجا میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دی لیکن آپؓ نے فرمایا "گرجا میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر میں نے ایسا کر لیا تو مسلمانوں کو آئندہ کے لئے نظیر مل جائے گی اور وہ غیر مسلم رعایا کی عبادت گاہوں کو چھین کر انہیں مسجدوں میں تبدیل کر دیں گے" چنانچہ گرجا سے باہر نکل کر نماز پڑھی۔ اسلامی حکومت میں غیر مسلم رعایا کا یہ مقام ہے۔ لیکن مستشرقین اور غیر مسلم مفکرین کے گمراہ کن پروپیگنڈوں کے باعث آج مسلمان جزیہ اور ذمی کے ذکر پر معذرت خواہانہ رویہ اختیار کر لیتا ہے حالانکہ مسلمانوں کی تاریخ میں ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا کہ جو شرمندگی کا باعث ہو۔

✪ شام کی فتوحات کے دوران حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی معزولی ایک اہم ترین واقعہ ہے کہ عین میدان جنگ میں حضرت عمر فاروقؓ نے قاصد بھیج کر حضرت خالد بن ولیدؓ کو معزول کر دیا اور ان کی جگہ ابو عبیدہؓ کا تقرر کر دیا گیا۔ اس کے جواب میں حضرت خالدؓ نے صرف اتنا کہا کہ "میں نے اس حکم کو سنا اور مانا اور میں آئندہ بھی اسی طرح لڑوں گا' کیونکہ میں اللہ کے لئے لڑتا ہوں"۔ اور دنیا نے دیکھ لیا کہ بعد میں بھی ان کے جوش جہاد اور شوق شہادت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اس واقعہ سے مسلمانوں کے نظام جماعت و نظام خلافت میں سمع و طاعت اور اطاعت امیر کا واضح نقشہ سامنے آتا ہے کہ ایک مومن اولی الامر کی (شریعت کے دائرے میں) ہر حال میں اطاعت کرے گا' خواہ اس پر دوسروں کو ترجیح دی جائے۔

اہم گزارش

قارئین سے درخواست ہے کہ وہ ادارے کے ساتھ خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں' جو لفافے پر چسپاں ان کے ایڈریس کے ساتھ درج ہوتا ہے۔ اس طرح ان کی فرمائش کی تعمیل یا شکایت کا ازالہ باآسانی ممکن ہو سکے گا۔ (مینیجر مکتبہ)

اے آمدنت باعث آبادی ما !

قرآن حکیم کا موسم بہار ——— یعنی ——— ماہ رمضان المبارک

جو بموجب فرمان الٰہی : "نزول قرآن کا مہینہ ہے!" اور از روئے فرمان نبویؐ "جس کا آغاز رحمت' وسط مغفرت اور اختتام جہنم سے نجات کے مترادف ہے!"

سایہ فگن ہونے والا ہے!!

کراچی کے دینی اور بالخصوص قرآنی ذوق کے حامل حضرات کو مبارک ہو کہ ان شاء اللہ العزیز اس ماہ مبارک کی عظمت و فضیلت کے بیان اور اس کے لئے ذہنی' قلبی' نفسیاتی اور روحانی تیاری کے لئے

امیر تنظیم اسلامی' داعی تحریک خلافت پاکستان

اور نگران انجمن خدام القرآن سندھ' کراچی

ڈاکٹر اسرار احمد

بتاریخ ۲۷ دسمبر ——— بروز ہفتہ

بمقام: جامع مسجد خضراء' صدر' کراچی (بالمقابل پاسپورٹ آفس' شاہراہ عراق)

بعد نماز مغرب ——— اور ——— بعد نماز عشاء

عظمت قرآن اور **فضیلت صوم**

کے موضوعات پر ان شاء اللہ العزیز ۲ تقاریر ارشاد فرمائیں گے۔

——— مزید خوشخبری یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف ———

اس سال **نماز تراویح کے ساتھ دورۂ ترجمہ قرآن** کی سعادت جامع القرآن' قرآن اکیڈمی' خیابان راحت' ڈیفنس فیز VI' کراچی میں حاصل کریں گے

اور اس کی تمہید کے طور پر

اسی مقام پر اتوار ۲۸ دسمبر اور سوموار ۲۹ دسمبر کو بعد نماز عشا (8:30 بجے)

"تعارف قرآن" کے موضوع پر دو دو گھنٹے خطاب فرمائیں گے۔

(نوٹ : جو حضرات اس پروگرام کے لئے جامع القرآن میں قیام کے خواہش مند ہوں' وہ جلد از جلد مندرجہ بالا پتہ پر مطلع فرمائیں۔ ان کے قیام و طعام کا کوئی معاوضہ طلب نہیں کیا جائے گا' البتہ رضاکارانہ اعانت شکریئے کے ساتھ قبول کر لی جائے گی۔ مزید برآں موسم کے اعتبار سے اپنا بستر ضرور ساتھ لانا ہو گا!)

المعلن : عبداللطیف عقیلی' صدر انجمن خدام القرآن سندھ' کراچی

علامہ اقبال' مولانا مودودی کی نگاہ میں

شائع شدہ : نوائے وقت' ۲۱/اپریل ۱۹۹۴ء' بعنوان : حیات اقبال کا سبق

تحریر : مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی

دنیا کا میلان ابتداء سے جدید ترین دور تک اکابر پرستی کی جانب رہا ہے۔ ہر بڑی چیز کو دیکھ کر "ھذا ربی ھذا اکبر" کہنے کی عادت جس کا ظہور قدیم ترین انسان سے ہوا تھا' آج تک اس سے نہیں چھوٹی ہے۔ جس طرح ہزار برس پہلے بدھ کی عظمت کا اعتراف اس مخلوق کے نزدیک بجز اس کے اور کسی صورت نہ ہو سکتا تھا کہ اس کا مجسمہ بنا کر اس کی عبادت کی جائے۔ اسی طرح آج ۲۰ ویں صدی میں دنیا کی سب سے زیادہ سخت منکر عبدیت قوم (روس) کا ذہن لینن کی بزرگی کے اعتراف کی کوئی صورت اس کے سوا نہیں سوچ سکتا کہ اس کی شخصیت کے آگے مراسم عبودیت بجا لائیں۔

لیکن مسلمانوں کا نقطہ نظر اس باب میں عام انسانوں سے مختلف ہے۔ اکابر پرستی کا تصور اس کے ذہن کی افتاد سے کسی طرح میل نہیں کھاتا۔ وہ بڑوں کے ساتھ برتاؤ کرنے کی صرف ایک ہی صورت سوچ سکتا ہے یعنی "اللہ نے ان کو زندگی کا سیدھا راستہ بتایا تھا' جس پر چل کر وہ بزرگی کے مراتب تک پہنچے' لہٰذا ان کی زندگی سے سبق حاصل کرو اور اس کے مطابق عمل کرو"۔

سب جانتے ہیں کہ اقبال نے یہی مغربی تعلیم حاصل کی تھی جو ہمارے نوجوان انگریزی یونیورسٹیوں میں حاصل کرتے ہیں۔ یہی تاریخ' ادب' اقتصادیات' سیاسات' قانون اور یہی فلسفہ انہوں نے پڑھا تھا اور ان فنون میں بھی وہ مبتدی نہ تھے بلکہ منتہی فارغ التحصیل تھے۔ خصوصاً فلسفہ میں تو ان کو امامت کا مرتبہ حاصل تھا جس کا اعتراف موجودہ دور کے اکابر فلاسفر تک کر چکے ہیں۔ جس شراب کے دو چار گھونٹ پی کر بہت سے لوگ بہکنے لگتے ہیں یہ مرحوم اس کے سمندر پئے بیٹھا تھا۔ پھر مغرب اور اس کی تہذیب کو بھی اس نے محض ساحل پر سے نہیں دیکھا تھا' جس طرح ہمارے ۹۹ فیصدی نوجوان دیکھتے ہیں بلکہ وہ اس دریا میں غوطہ لگا کر تہہ تک اتر چکا تھا اور ان سب مرحلوں سے گزرا تھا جن میں پہنچ کر ہماری قوم کے ہزاروں نوجوان اپنے دین و ایمان اپنے اصول تہذیب و تمدن اور اپنے قومی اخلاق کے مبادی تک سے برگشتہ ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ اپنی قومی زبان بولنے کے قابل نہیں رہتے۔

لیکن اس کے باوجود اس شخص کا حال کیا تھا؟ مغربی تعلیم و تہذیب کے سمندر میں قدم رکھتے وقت جتنا وہ مسلمان تھا اس کے منجدھار میں پہنچ کر اس سے زیادہ مسلمان پایا گیا۔ اس کی گہرائیوں میں جتنا اترتا گیا' اتنا ہی زیادہ مسلمان ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ اس کی تہہ میں جب پہنچا تو دنیا نے دیکھا کہ وہ قرآن کریم میں گم ہو چکا ہے اور قرآن سے الگ اس کا کوئی فکری وجود باقی ہی نہیں رہا۔ وہ جو کچھ سوچتا تھا' قرآن کریم کے دماغ سے سوچتا تھا اور جو کچھ دیکھتا تھا' قرآن کریم کی نظر سے دیکھتا تھا۔ حقیقت اور قرآن اس کے نزدیک واحد شے تھے اور اس شے واحد میں وہ اس طرح فنا ہو گیا تھا کہ اس کے دور کے علماء دین میں بھی مجھے کوئی ایسا شخص نظر نہیں آیا جو فنائیت فی القرآن میں اس امام فلسفہ اور اس ایم اے' پی ایچ ڈی بار ایٹ لاء سے لگا کھاتا ہو۔

بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ آخری دور میں اقبال نے تمام کتابوں کو الگ کر دیا تھا اور سوائے قرآن کے اور کوئی کتاب وہ اپنے سامنے نہ رکھتے تھے۔ سالہا سال تک علوم و فنون کے دفتروں میں غرق رہنے کے بعد جس نتیجہ پر پہنچے تھے' وہ یہ تھا کہ اصل علم قرآن ہے اور یہ جس کے ہاتھ آجائے' وہ دنیا کی تمام کتابوں سے بے نیاز ہے۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے ان کے پاس فلسفہ کے چند اہم سوالات بھیجے اور ان کا جواب مانگا۔ ان کے قریب رہنے والے لوگ متوقع تھے کہ اب علامہ اپنی لائبریری کی الماریاں کھلوائیں گے اور بڑی بڑی کتابوں کو نکلوا کر ان مسائل کا حل تلاش کریں گے' مگر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ لائبریری کی الماریاں مقفل رہیں اور وہ صرف قرآن پاک ہاتھ میں لے کر جواب لکھنے بیٹھ گئے۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کے ساتھ ان کی والہانہ عقیدت کا حال اکثر لوگوں کو معلوم ہے' مگر یہ شاید کسی کو نہیں معلوم کہ انہوں نے اپنے سارے تفلسف اور اپنی تمام عقلیت کو رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ایک متاع حقیر کی طرح نذر کر کے رکھ دیا تھا۔ حدیث کی جن باتوں پر نئے تعلیم یافتہ نہیں پرانے مولوی تک کان کھڑے کرتے ہیں اور پہلو بدل بدل کر تاویلیں کرنے لگتے ہیں۔ یہ ڈاکٹر آف فلاسفی ان کے ٹھیٹھ لفظی مفہوم پر ایمان رکھتا تھا اور ایسی کوئی حدیث سن کر ایک لمحہ کے لئے بھی اس کے دل میں شک کا گزر نہ ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک صاحب نے ان کے سامنے بڑے اچنبھے کے انداز میں اس حدیث کا ذکر کیا جس میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب ثلاثہ کے ساتھ کوہ احد پر تشریف رکھتے تھے۔ اتنے میں احد لرزنے لگا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

"ٹھہر جا' تیرے اوپر ایک نبی' ایک صدیق اور دو شہیدوں کے سوا کوئی نہیں ہے اس پر پہاڑ ساکن ہو گیا"۔

اقبال نے حدیث سنتے ہی کہا کہ "اس میں اچنبھے کی کون سی بات ہے؟ میں اس کو استعارہ و مجاز نہیں' بالکل ایک مادی حقیقت سمجھتا ہوں' اور میرے نزدیک اس کے لئے کسی تاویل کی حاجت نہیں۔ اگر تم حقائق سے آگاہ ہوتے تو تمہیں معلوم ہوتا کہ ایک نبیؑ کے نیچے آکر مادے کے بڑے سے بڑے تودے بھی لرز اٹھتے ہیں' مجازی طور پر نہیں' واقعی لرز اٹھتے ہیں"۔

اسلامی شریعت کے جن احکام کو بہت سے روشن خیال حضرات فرسودہ اور بوسیدہ قوانین سمجھتے ہیں اور جن پر اعتقاد رکھنا ان کے نزدیک ایسی تاریک خیالی ہے کہ مہذب سوسائٹی میں ان کی تائید کرنا ایک تعلیم یافتہ آدمی کے لئے ڈوب مرنے سے زیادہ بدتر ہے۔

اقبال نہ صرف ان کو مانتا اور ان پر عمل کرتا تھا بلکہ برملا ان کی حمایت کرتا تھا اور اس کو کسی کے سامنے ان کی تائید کرنے میں باک نہ تھا۔ ان کی ایک معمولی مثال سن لیجئے۔ ایک مرتبہ حکومت ہند نے ان کو جنوبی افریقہ میں اپنا ایجنٹ بنا کر بھیجنا چاہا اور یہ عہدہ ان کے سامنے باقاعدہ پیش کیا' مگر شرط یہ تھی کہ وہ اپنی بیوی کو پردہ نہ کرائیں گے اور سرکاری تقریبات میں لیڈی اقبال کو ساتھ لے کر شریک ہوا کریں گے۔ اقبال نے اس شرط کے ساتھ یہ عہدہ قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا اور خود لارڈ ولنگڈن کو کہا کہ میں بیشک ایک گناہگار آدمی ہوں' احکام اسلامی کی پابندی میں بہت کوتاہیاں مجھ سے ہوتی ہیں' مگر اتنی ذلت اختیار نہیں کر سکتا کہ محض آپ کا عہدہ حاصل کرنے کے لئے شریعت کے حکم کو توڑ دوں۔

اقبال کے متعلق عام خیال یہ ہے کہ وہ فقط اعتقادی

مسلمان تھے' عمل سے ان کو کچھ سروکار نہ تھا۔ اس بدگمانی کے پیدا کرنے میں خود ان کی افتاد طبیعت کا بھی بہت کچھ دخل ہے۔ ان میں کچھ فرقہ ملامتیہ کے سے میلانات تھے جن کی بنا پر اپنی رندی کے اشتہار دینے میں انہیں کچھ مزا آتا تھا ورنہ در حقیقت وہ اپنے اتنے بے عمل نہ تھے۔

قرآن مجید کی تلاوت سے ان کو خاص شغف تھا اور صبح کے وقت بڑی خوش الحانی کے ساتھ پڑھا کرتے تھے' مگر اخیر زمانے میں طبیعت کی رقت کا یہ حال ہو گیا تھا کہ تلاوت کے دوران روتے روتے ہچکیاں بندھ جاتی تھیں اور مسلسل پڑھ ہی نہ سکتے تھے۔ نماز بھی بڑے خشوع و خضوع سے پڑھتے تھے' مگر چھپ کر' ظاہر میں یہی اعلان تھا کہ "گو نرا گفتار کا غازی ہوں"۔

ان کی سادہ زندگی اور فقیرانہ طبیعت کے حالات ان کی وفات ہی کے بعد لوگوں میں شائع ہوئے' ورنہ عام خیال یہی تھا کہ جیسے اور "سر صاحباں" ہوتے ہیں ویسے ہی وہ بھی ہوں گے اور اسی بناء پر بہت سے لوگوں نے یہاں تک بلا تحقیق لکھ ڈالا تھا کہ ان کی بارگاہ عالی تک رسائی کہاں ہوتی ہے' لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ شخص حقیقت میں اس سے بھی زیادہ فقیر منش تھا' جتنا اس کی وفات کے بعد لوگوں نے اخبارات میں بیان کیا ہے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ سن لیجئے' جس سے اس نائٹ اور بیرسٹر کی طبیعت کا آپ اندازہ کر سکیں گے۔ پنجاب کے ایک دولت مند رئیس نے ایک قانونی مشورہ کے لئے اقبال اور سر فضل حسین مرحوم اور ایک دو اور مشہور قانون دان اصحاب کو اپنے ہاں بلایا اور اپنی شاندار کوٹھی میں ان کے قیام کا انتظام کیا۔ رات کو جس وقت اقبال اپنے کمرے میں آرام کرنے کے لئے گئے تو ہر طرف عیش و تنعم کے سامان دیکھ کر اور اپنے نیچے نہایت نرم اور قیمتی بستر پا کر معاً ان کے دل میں خیال آیا کہ جس رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتیوں کے صدقے میں آج ہم کو یہ مرتبے نصیب ہوئے ہیں' اس نے بوریئے پر سو سو کر زندگی گزاری۔ یہ خیال آنا تھا کہ آنسوؤں کی جھڑی بندھ گئی۔ اس بستر پر لیٹنا ان کے لئے ناممکن ہو گیا۔ اٹھے اور برابر کے غسل خانہ میں جا کر ایک کرسی پر بیٹھ گئے اور مسلسل رونا شروع کر دیا۔ جب دل کو قرار آیا تو اپنے ملازم کو بلا کر اپنا بستر کھلوایا اور ایک چارپائی اس غسل خانے میں بچھوائی اور جب تک وہاں مقیم رہے' غسل خانہ ہی میں سوتے رہے۔

یہ وفات سے کئی برس پہلے کا واقعہ ہے۔ جب باہر کی دنیا ان کو سوٹ بوٹ میں دیکھا کرتی تھی۔ کسی کو خبر نہ تھی کہ اس سوٹ بوٹ کے اندر جو شخص چھپا ہوا ہے اس کی اصلی شخصیت کیا ہے؟ وہ ان لوگوں میں سے نہ تھا کہ جو سیاسی اغراض کے لئے سادگی و فقر کا اشتہار دیتے ہیں اور سوشلسٹ بن کر غریبوں کی ہمدردی کا دم بھرتے ہیں' مگر پبلک کی نگاہوں سے ہٹ کر ان کی تمام زندگی رئیسانہ اور عیش پسندانہ ہے۔

اقبال کے نائٹ ہڈ اور سر شفیع مرحوم جیسے حضرات کے ساتھ ان کے سیاسی رشتہ کو دیکھ کر عام خیال یہ تھا کہ اور اب بھی ہے کہ وہ محض شاعری ہی میں آزاد تھے' عملی زندگی میں آزاد خیالی ان کو چھو کر بھی نہ گزری تھی' بلکہ وہ نرے انگریز کے غلام تھے۔ لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے' ان کے قریب جو لوگ رہے ہیں اور جن کو گہرے ربط و ضبط کی بناء پر ان کی اندرونی زندگی اور ان کے اندرونی خیالات کا علم ہے' وہ جانتے ہیں کہ انگریزی سیاست سے ان کو خیال اور عمل دونوں میں سخت نفرت تھی۔ بارگاہ حکومت سے وہ کوسوں دور بھاگتے تھے۔ سرکار اور اس کے پرستار دونوں ان سے سخت بدگمان تھے اور ان کی ذات کو اپنے مقاصد میں حارج سمجھتے تھے۔

سیاسیات میں ان کا نصب العین محض کامل آزادی ہی نہ تھا بلکہ وہ آزاد ہندوستان میں "دارالاسلام" کو اپنا مقصود حقیقی بنائے ہوئے تھے۔ اس لئے کسی ایسی تحریک کا ساتھ دینے پر آمادہ نہ تھے جو ایک دارالکفر کو دوسرے دارالکفر میں تبدیل کرنے والی ہو۔

صرف یہی وجہ ہے کہ انہوں نے عملی سیاست میں ان لوگوں کے ساتھ مجبورانہ تعاون کیا جو برٹش گورنمنٹ کے زیر سایہ ہندو راج کے قیام کی مخالفت کر رہے تھے۔ گو مقاصد کے اعتبار سے ان میں اور اس طبقہ میں کوئی ربط نہ تھا' مگر صرف اس مصلحت نے ان کو اس طبقہ کے ساتھ جوڑ رکھا تھا کہ جب تک مسلمان نوجوانوں میں "دارالاسلام" کا نصب العین ایک آتش فروزاں کی طرح بھڑک نہ اٹھے اور وہ اس کے لئے سرفروشانہ جدوجہد پر آمادہ نہ ہوں' اس وقت تک کم از کم انقلاب کے رخ کو بالکل دوسری جانب پلٹ جانے سے روکے رکھا جائے۔ اس بناء پر انہوں نے ایک طرف اپنی شاعری سے نوجوانان اسلام کے دلوں میں وہ روح پھونکنے کی کوشش کی جس سے سب لوگ واقف ہیں اور دوسری طرف عملی سیاسیات میں وہ روش اختیار کی جس کے اصل مقصود سے چند خاص آدمیوں کے سوا کوئی واقف نہیں اور جس کے بعض ظاہری پہلوؤں کی وجہ سے وہ خود اپنے بہترین عقیدت مند معترفین تک کے طعنے سنتے رہے۔

صدارتی نظام حکومت اور خلافت راشدہ

جسٹس (ر) عبدالمجید ٹوانہ نے روزنامہ خبریں کو انٹرویو دیتے ہوئے پاکستان کے موجودہ سیاسی ڈھانچے میں تبدیلی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ "اسلامی طرز حکومت جس کے وعدہ پر پاکستان بنا تھا' کی تشکیل ضروری ہے۔ اس کی بہترین مثال خلافت راشدہ ہے جو صدارتی نظام حکومت کے کافی حد تک نزدیک ہے۔ ملک میں صوبوں کی موجودگی میں صدارتی نظام موزوں تر ہے کیونکہ پارلیمانی نظام صرف وہاں رائج ہو سکتا ہے جہاں برطانیہ کی طرح صرف ایک انتظامی یونٹ ہو۔ پاکستان میں سربراہ مملکت کو امریکی صدر کی طرح بالغ رائے دہی کی بنیاد پر چار سال کے لئے براہ راست منتخب کریں۔ مقننہ بھی براہ راست منتخب ہو لیکن محدود الاختیار ہو۔ نظام خلافت میں قانون شریعت یعنی احکام خداوندی و احادیث نبوی کو تمام قوانین مع آئین پر سبقت حاصل ہو گی اور مقننہ کو اس میں رد و بدل کرنے کا قطعاً کوئی اختیار نہیں ہو گا۔ مقننہ صرف وہ قانون بذریعہ اجتہاد بنائے گی جہاں قانون شریعت خاموش ہے یا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نئے حالات کے پیش نظر قانون سازی بصورت اجتہاد ضروری ہے۔ اراکین مقننہ صدر کو نہیں ہٹا سکیں گے"۔

مصر کے گورنر محمد علی پاشا کے زمانے میں سوڈان خلافت عثمانیہ میں شامل ہوا

مہدی سوڈانی کے پیروکاروں نے یہاں قرن اول کے نمونے کی اسلامی حکومت قائم کرنے کی کوشش کی

سوڈان کو اسلام کا راستہ اپنانے سے باز رکھنے کے لئے امریکہ نے اس کا نام دہشت گرد ممالک کی فہرست میں شامل کر رکھا ہے

دو کروڑ ساٹھ لاکھ آبادی پر مشتمل ملک' جس میں سو مختلف زبانیں بولی جاتی اور بے شمار نسلی گروہ پائے جاتے ہیں

سوڈان کے مفکر و مدبر ڈاکٹر حسن ترابی اسلام سے محبت کے باعث اسلامی دنیا میں بہت مقبول ہیں

سوڈان کا تاریخی پس منظر

اخذ و ترجمہ : سید افتخار احمد

تقریباً ایک لاکھ مربع میل پر پھیلا ہوا افریقہ کا یہ سب سے بڑا ملک اس براعظم کے شمال مشرق میں واقع ہے جہاں اس کی سرحدیں مصر' لیبیا' چاڈ' ایتھوپیا' یوگنڈا' سینٹرل افریکن ری پبلک کینیا' اریٹریا اور زائر سے ملتی ہیں۔ دارالحکومت خرطوم دریائے نیل کے دو بڑے معاون دریاؤں یعنی Blue Nile اور White Nile کے سنگم پر واقع ہے۔ سوڈان کے شمالی اور مرکزی علاقوں میں عرب مسلمانوں کی اکثریت ہے' جبکہ جنوبی علاقوں میں مختلف سیاہ فام افریقی قبائل آباد ہیں۔ مسلمانوں کی اکثریت اہل سنت پر مشتمل ہے جبکہ جنوب میں آباد سیاہ فام باشندے اکثر و بیشتر عیسائی مظاہر پرست ہیں۔ معیشت کا دارومدار زراعت پر ہے۔ صرف ۲۲ فیصد آبادی شہروں میں رہتی ہے۔ دو کروڑ ساٹھ لاکھ کی آبادی میں سو مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں اور چھوٹے چھوٹے بے شمار نسلی گروہ پائے جاتے ہیں۔

مشہور یونانی شاعر ہومر اور اس کے ہم وطن سوڈان کو کپڑے' شراب' زیورات' مصالحوں اور غلاموں کی تجارت کے حوالہ سے جانتے تھے۔ یونانی بادشاہ نیرو نے سوڈان میں مہم جوئی کے لئے دریائے نیل کے اوپر کے رخ اپنے جاسوس بھیجے تھے لیکن جنوبی سوڈان کے ناقابل عبور دلدلی علاقہ نے (جسے عربی میں "السد" کہتے ہیں) بادشاہ کو باقاعدہ حملہ سے باز رکھا۔ شاہ جسٹینین کے دور میں کئی سوڈانی حکومتوں نے عیسائیت قبول کرلی جس سے وادی نیل میں بے شمار عیسائی چرچ قائم ہوگئے۔ بالآخر چودھویں صدی عیسوی میں عیسائی حکومتوں کی جگہ عرب مسلمانوں کی حکومتیں قائم ہونے لگیں۔

موجودہ سوڈانی تاریخ پر زیادہ اثر نپولین کا ہے۔ جس نے ۱۷۹۷ء میں جنگ اہرام کے ذریعے مملوکوں کی

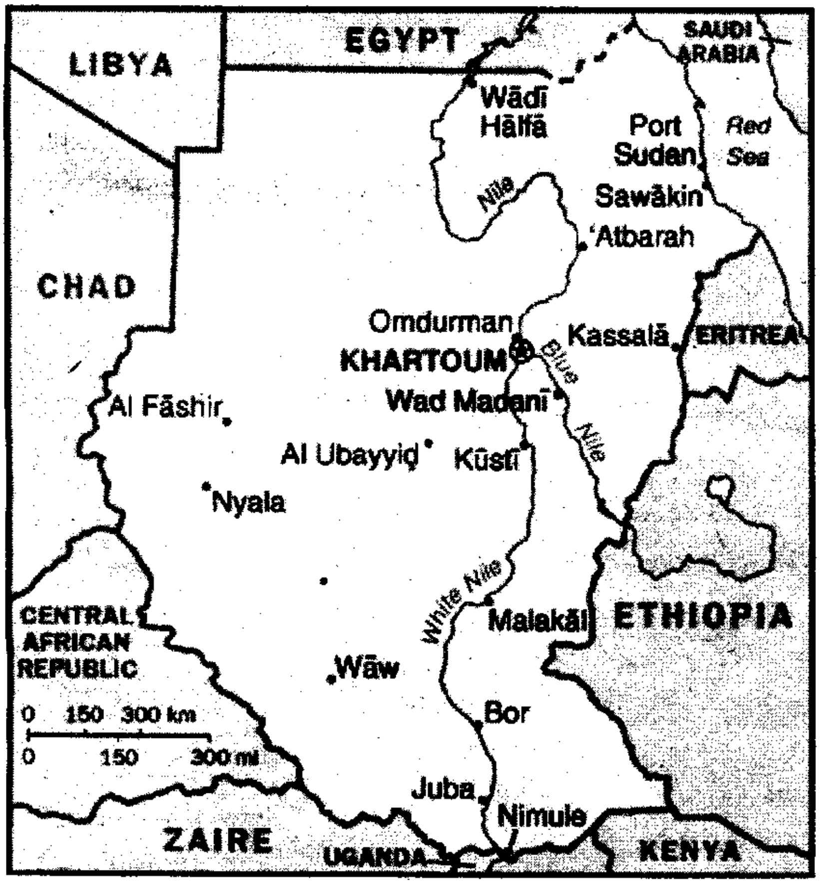

سوڈان : رقبہ کے لحاظ سے براعظم افریقہ کا سب سے بڑا ملک

حکومت ختم کر کے اس علاقے پر البانیہ کے محمد علی پاشا کی حکومت کے لئے راستہ ہموار کر دیا تھا۔ محمد علی پاشا عثمانی ترکوں کے گورنر کی حیثیت سے مصر کا حکمران بنا۔ اس کی فوجوں نے ۱۸۲۱ء میں شمالی اور وسطی سوڈان پر قبضہ کر لیا' یوں پہلی دفعہ سیاہ فاموں کی سرزمین سوڈان ایک سیاسی اکائی کے طور پر نمودار ہوا اور اس طرح یہ علاقہ خلافت عثمانیہ میں شامل ہو گیا۔ ۱۸۸۱ء تک سوڈان پر عثمانی ترکوں کی حکومت مصری اور مقامی افسروں کے ذریعے قائم رہی۔ سوڈانیوں میں ترکوں اور مصریوں کی سخت گیر حکومت کے خلاف ردعمل پیدا ہوا' یہاں تک کہ ڈنگولا کے ایک کشتی ساز کے بیٹے' محمد احمد نے (جو مہدی سوڈانی کے نام سے مشہور ہیں) اس کے خلاف ایک کامیاب بغاوت کرڈالی اور سوڈان پر ترکوں کے فوراً بعد انگریزوں کی حکومت بھی قائم نہ ہونے دی۔

محمد احمد ۱۸۴۴ء میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے روایتی مذہبی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مروجہ سلوک کے مراحل طے کئے اور ۱۸۸۱ء میں "مہدی" ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ محمد احمد المہدی اور ان کے ساتھیوں نے اسلامی حکومت قائم کرنے کی غرض سے جہاد کا علم بلند کیا۔ ۱۸۸۵ء میں انہوں نے خرطوم پر قبضہ کر کے انگریز جنرل چارلس گورڈن کو ہلاک کر دیا جو سوڈان میں ۱۸۷۹ء تک خدیو مصر اور تاج برطانیہ دونوں کے مفادات کے تحفظ کے لئے تعینات رہا تھا۔ اور جسے بعد میں خرطوم کو بچانے کے لئے بھیجا گیا تھا اس کے ۵ ماہ بعد محمد احمد المہدی کا انتقال ہو گیا اور خلیفہ عبداللہ نے حکومت سنبھالی۔ بعض مورخین نے سوڈان کی تاریخ کے اس دور کو عہد حاضر میں احیائے اسلام کا نقطہ آغاز قرار دیا ہے' جس میں مہدی سوڈانی کے پیروکاروں نے قرن اول کے نمونے پر اسلامی حکومت چلانے کی کوشش کی تھی۔

انگریزوں نے سوڈان پر قبضہ کرنے کی کوشش جاری رکھی اور ستمبر ۱۸۹۸ء میں جنرل کچنر کے زیر کمان انگریز افواج کا خلیفہ عبداللہ کے ۶۰ ہزار مجاہدوں سے مقابلہ ہوا جس میں انگریزوں نے فتح حاصل کی۔ اس جنگ میں انگریزوں کی جانب سے مشین گن کے استعمال کی وجہ سے ۱۱ ہزار مسلمان اور صرف ۴۸ انگریز مارے گئے۔ جنوری ۱۸۹۹ء میں برطانیہ اور مصر نے مشترکہ طور پر سوڈان کی حکومت سنبھالی تاہم اصل اختیارات انگریزوں کے ہاتھ میں رہے۔ سوڈان میں قومیت اور آزادی کا جذبہ پروان چڑھتا رہا' یہاں تک کہ ۱۹۴۵ء تک دو سیاسی جماعتیں ابھر چکی تھیں۔ اسماعیل الاظہری کی نیشنل یونینسٹ پارٹی جس نے سوڈان اور مصر کے وفاق کا مطالبہ کیا اور امہ پارٹی جس کے قائد سید عبدالرحمٰن المہدی نے سوڈان کے لئے غیر مشروط آزادی کا مطالبہ کیا۔ ۱۹۵۳ء میں برطانیہ اور مصر نے ایک معاہدہ کے تحت سوڈان کو ۳ سال کے اندر اپنی حکومت قائم کرنے کی اجازت دے دی۔ ۱۹۵۳ء کے انتخابات میں نیشنل یونینسٹ پارٹی نے کامیابی حاصل کی۔ اس طرح اسماعیل الاظہری ۱۹۵۴ء میں سوڈان کے پہلے وزیراعظم منتخب ہوئے۔ اگلے ہی سال سوڈانی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ یکم جنوری ۱۹۵۶ء کو برطانوی اور مصری فوجیں واپس چلی گئیں اور نیا آئین بننے تک ایک پانچ رکنی کونسل نے گورنر جنرل کے اختیارات سنبھال لئے۔ تاہم آزادی کے فوراً بعد شمال

مہدی سوڈانی کا پیغام

اے فواد' اے فیصل' اے ابن سعود
تا کجا برخویش پیچیدن چو دود
زندہ کن در سینہ آں سوزے کہ رفت
در جہاں باز آور آں روزے کہ رفت
خاک بطحا خالد نے دیگر بزا!
نغمہ توحید را دیگر سرائے!
اے جہان مومنان مشک فام!
از تو می آید مرا بوئے دوام!
زندگانی تا کجا بے ذوق سیر!
تا کجا تقدیر تو در دست غیر!
از بلا ترسی؟ حدیث مصطفیٰؐ است
"مرد را روز بلا روز صفاست"

فارسی اشعار کا ترجمہ

☆ اے فواد مصر! اے شاہ عراق فیصل! اے ابن سعود!
☆ کب تک دھوئیں کی مانند اپنے اردگرد ہی پیچ کھاتے رہو گے؟
☆ وہ سوز جو سینوں سے جا چکا ہے اسے دوبارہ زندہ کرو'
☆ دنیا میں وہ زمانہ دوبارہ لاؤ جو بیت چکا ہے
☆ اے سرزمین مکہ! ایک اور خالد ابن ولیدؓ پیدا کر
☆ توحید کا نغمہ ایک مرتبہ پھر بلند کر!
☆ اے سیاہ فاموں کی سرزمین'
☆ مجھے تیری طرف سے خوشبوئے دوام آتی ہے
☆ کب تک آگے بڑھنے کے ذوق کے بغیر زندگی بسر کرو گے؟
☆ کب تک اپنی تقدیر غیروں کے ہاتھ میں دیئے رہو گے؟
☆ مصیبت سے ڈرتے رہو' رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مرد کے لئے مصیبت کا دن روز صفا ہوتا ہے۔

(جاوید نامہ از علامہ اقبال)

کے عرب مسلمانوں اور جنوب کے سیاہ فام قبائل میں خانہ جنگی شروع ہو گئی جس کے خاتمے تک (۱۹۷۲ء میں) پانچ لاکھ جانیں ضائع ہو چکی تھیں۔ ۱۹۷۶ء میں جنرل جعفر النمیری نے حکومت پر قبضہ کر لیا اور ۱۹۸۳ میں شرعی قوانین نافذ کر دیئے' تاہم مزید خانہ جنگی اور دگرگوں معیشت کے باعث ۱۹۸۵ء میں اس کا تختہ الٹ دیا گیا۔ ۱۹۸۶ء کے انتخابات کے بعد ایک جمہوری حکومت قائم ہوئی اور امہ پارٹی کے صادق المہدی وزیر اعظم منتخب ہو گئے۔ ۱۹۸۹ء میں صادق المہدی کی حکومت کا تختہ الٹ کر بریگیڈیئر عمر حسن البشیر برسراقتدار آ گئے۔

سوڈان کی موجودہ حکومت اسلامی شریعت نافذ کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس ضمن میں اسے جنوبی سوڈان کے باغیوں کی تنظیم ــــ Sudan People's Liberation Army یا SPLA کی جانب سے شدید مخالفت کا سامنا ہے۔ اگرچہ سوڈان کی حکومت نے جنوبی قبائل سے اپریل ۱۹۹۶ء میں سیاسی مفاہمت اور فروغ امن کا معاہدہ کیا تھا تاہم خانہ جنگی حکومت کے لئے ایک بڑا مسئلہ بنی رہی ہے۔ سوڈانی حکومت کو پڑوسی ممالک اریٹیریا' ایتھوپیا اور یوگنڈا کی جانب سے بھی خطرات لاحق ہیں جو سوڈان کے باغیوں کی مدد کرتے رہے ہیں۔ سوڈان کے نئے نظام میں تمام مذاہب کے پیروکاروں کو اپنے اپنے مذاہب پر قائم رہنے کی آزادی دی گئی ہے اور ہر صوبے کی اسمبلی اپنے ہاں اسلامی قوانین (یعنی حدود) نافذ کرنے یا نہ کرنے کا اختیار بھی رکھتی ہے۔ سوڈان کے صدر حسن البشیر کہتے ہیں کہ امریکی حکومت سوڈان کو اسلام کے راستے پر چلنے سے روکنے کے لئے یہاں خانہ جنگی اور تقسیم کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے تاکہ موجودہ حکومت کو کمزور کیا جائے یا اس کا تختہ الٹ دیا جائے۔ امریکہ براہ راست مداخلت کے بجائے دیگر افریقی ممالک کے ذریعے اپنے مقاصد حاصل کرنے کی فکر میں ہے۔ اس نے ۱۹۹۳ء سے سوڈان کا نام "دہشت گرد" ممالک کی فہرست میں شامل کر رکھا ہے۔ وہ سوڈان پر حماس اور جماعہ اسلامیہ کی امداد اور ایرانی حکومت سے قریبی تعلقات کا الزام عائد کرتا ہے۔

سوڈان کے لوگوں میں بھی مذاہب اور نقطہ نظر کے اعتبار سے بہت تنوع پایا جاتا ہے' لہٰذا یہاں شرعی قوانین کے حامی اسلام پسند عناصر کے ساتھ ساتھ اس کے مخالف عیسائی' مظاہر پرست اور سیکولر مسلمان بھی بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ سوڈان میں اسلام پسند عناصر کو چونکہ کسی عوامی تحریک کے بجائے ایک فوجی انقلاب کے ذریعے اقتدار حاصل ہوا ہے اور چونکہ یہاں بظاہر دعوت و تبلیغ اور احیائے ایمان کے ضمن میں بھی مطلوبہ محنت نہیں کی گئی' لہٰذا شریعت کے نفاذ کے خلاف جذبات عام ہیں۔ قیام عدل و قسط کے بجائے شرعی سزاؤں پر زیادہ زور نظر آتا ہے۔ اگرچہ نفاذ شریعت کے ضمن میں ڈاکٹر حسن الترابی کو بہت حد تک "معتدل" اور نرم مزاج سمجھا جاتا ہے' تاہم فوجی حکومت اور خفیہ پولیس کے مظالم کی خبریں عام ہیں اور حکومت کے مخالفین کو سختی سے دبادیا جاتا ہے۔

سوڈان کو اسلامی ریاست بنانے کے لئے اصل مفکر اور مدبر کا کردار ڈاکٹر حسن الترابی ادا کر رہے ہیں۔ وہ خرطوم' لندن اور پیرس کی یونیورسٹیوں سے قانون کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر چکے ہیں اور اپنی ذہانت و فطانت کے باعث عالم اسلام میں بہت مقبول ہیں۔ انہوں نے ساٹھ کی دہائی میں خرطوم یونیورسٹی میں استاد کی حیثیت سے کام کرتے ہوئے یہاں اخوان المسلمین کی شاخ قائم کی تھی جس کا موجودہ نام نیشنل اسلامک فرنٹ ہے۔ ڈاکٹر ترابی کہتے ہیں کہ اسلام کے بغیر سوڈان کا کوئی واضح تشخص اور کوئی معین رخ نہیں ہوگا۔ اگرچہ وہ مغرب کی مادر پدر آزادی کے مخالف ہیں' تاہم وہ اسلام کی "سخت گیر" تعبیر کی حمایت بھی نہیں کرتے' اور اسی لئے سوڈان کی اخوان المسلمین اور انصار السنہ کی جانب سے تنقید کا نشانہ بنتے رہتے ہیں۔ تاہم سوڈانیوں میں ڈاکٹر ترابی کے خیالات کو پسند کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر ترابی کا کہنا ہے کہ اسلام میں حکومت کے اختیارات محدود ہیں۔ سماجی تبدیلی کے لئے قانون کا استعمال محض ایک راستہ ہے' اس کے علاوہ اخلاقی حدود و قیود اور انسان کے ضمیر کی بیداری کے ذریعے بھی اصلاح ممکن ہے۔ ایک اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو بھی مختلف خیالات رکھنے کی آزادی ہونی چاہئے۔ مسلمان شہریوں کو عبادت ادا کرنے یا نہ کرنے کے سلسلے میں حکومت کو دخل نہیں دینا چاہئے۔ غیر مسلم اکثریت کے علاقوں میں شراب پر پابندی نہیں ہے اور نہ ہی یہاں اسلامی حدود کا نفاذ کیا جارہا ہے۔ ڈاکٹر ترابی تسلیم کرتے ہیں کہ سوڈان اس وقت ایک عبوری دور سے گزر رہا ہے' لہٰذا معاشی بدحالی اور خانہ جنگی کے حالات میں مکمل آئینی آزادی دینا مشکل ہے۔ اس وقت حکومت کے اختیارات بہت زیادہ ہیں اور افراد کی آزادی محدود ہے' لیکن ہم نے اپنے مطلوبہ ماڈل کو فراموش نہیں کیا ہے بلکہ ہم اس کی طرف بڑھنے کی کوشش جاری رکھے ہوئے ہیں۔

حقیقت تصوف کے موضوع پر امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے جامع خطاب پر مشتمل کتابچہ

مروجہ تصوف یا سلوک محمدی؟

یعنی:

احسان اسلام!

شائع ہو گیا ہے

صفحات ۴۴' سفید کاغذ' عمدہ طباعت' قیمت -/۱۰ روپے

شائع کردہ: مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

ڈاکٹر اسرار احمد کی مقبول عام تالیف

مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق

خود پڑھئے اور دوستوں اور عزیزوں کو تحفہ پیش کیجئے!

قرآن آڈیٹوریم لاہور میں

"استقبال رمضان" کے موضوع پر خواتین کا جلسہ عام

بیگم ڈاکٹر اسرار احمد، محترمہ حمیرہ مودودی، بیگم ڈاکٹر عبدالخالق، زریں باجی

اور بیگم ڈاکٹر نجیب صاحبہ نے ایمان افروز تقاریر کیں

مرتبہ : بیگم سعید اسعد

نیکیوں کے موسم بہار، رمضان المبارک کی آمد کے موقع پر تنظیم اسلامی حلقہ خواتین کی جانب سے تقریباً تمام اسروں میں خصوصی پروگرام منعقد کئے جاتے ہیں لیکن اس نوعیت کا سب سے بڑا اجتماع ہر سال قرآن آڈیٹوریم میں منعقد ہوتا ہے۔ اس سال بھی یہ اجتماع ۲۱/ دسمبر بروز اتوار کو قرآن آڈیٹوریم ہی میں منعقد ہوا اور بحمد اللہ نہایت کامیاب رہا۔ اجتماع میں لگ بھگ ساڑھے چار سو خواتین اور بچیوں نے شرکت کی۔ شدید سردی کے موسم میں بھی ہم اللہ کے فضل سے پروگرام کا آغاز بروقت کرنے میں کامیاب رہیں۔ اس بابرکت اجتماع کی صدارت بیگم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے کی اور مہمان خصوصی آپا حمیرا مودودی تھیں جبکہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض باجی امت المعطی نے ادا کئے۔

دس بجے خدیجہ بہن نے سورۂ بقرہ کے رکوع نمبر ۲۳ کی تلاوت سے پروگرام کا آغاز کیا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد حمد باری تعالیٰ اور نعت رسول مقبولؐ بھی پیش کی گئی۔ اس کے بعد ایک بہن محترمہ باجی زبیدہ صاحبہ نے نہایت دردمندی اور دلسوزی سے حاضرات مجلس کو سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک آپ لوگوں کی حالت کو نہیں بدلے گا جب تک آپ خود کو بدلنے کی کوشش نہیں کریں گی۔ آپ جس طرح دنیاوی تعلیم و تربیت پر توجہ دیتی ہیں اسی طرح دینی تعلیم پر بھی توجہ دیں۔ باجی زبیدہ نے تمام مجلس کو متنبہ فرمایا کہ اس وقت منصوبے کے تحت اخبارات اور ٹی وی کے ذریعے فحاشی پھیلائی جا رہی ہے، جس سے بچ کر رہنے کی ضرورت ہے۔

تقریباً پونے گیارہ بجے باجی امت المعطی نے رفیقہ تنظیم بیگم ڈاکٹر عبدالخالق کو مسائل رمضان و روزہ بیان کرنے کی دعوت دی۔ انہوں نے مسائل بیان کرنے سے پہلے اس بات کی وضاحت کی کہ ہمیں مختلف مسالک سے تعلق رکھنے کی بنا پر تنگ نظری سے کام نہیں لینا چاہئے بلکہ وسعت قلبی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے مسائل کا حل کتاب و سنت کی روشنی میں تلاش کرنا چاہئے۔ مزید برآں اہم معاملات یعنی فرائض پر زیادہ توجہ دینی چاہئے اور کم اہم معاملات کے حوالے سے ایک دوسرے سے اختلافات کرتے ہوئے آپس میں الجھنا نہیں چاہئے۔

رفیقہ تنظیم بیگم ڈاکٹر نجیب صاحبہ نے نہایت دلنشین انداز میں روزہ اور ایمان کے موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ ہر قسم کے ایسے سوالات، جن کا جواب وثوق سے نہ سائنس دے سکی نہ فلاسفر دے سکے صرف اور صرف قرآن دیتا ہے۔ اللہ نے ہر شخص کو ایسی صلاحیتیں دے کر بھیجا ہے جن کو بروئے کار لا کر اللہ کو پہچانا جا سکتا ہے۔ انہوں نے ایک حدیث نبویؐ کے حوالے سے بتایا کہ اگر ہم ایمان اور احتساب کے ساتھ روزہ رکھیں گے تو ان شاء اللہ ہمارے بقیہ تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

محترمہ آپا سلامت صاحبہ نے سود اور اکل حلال کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے نہایت سادہ اور مدلل انداز میں بہنوں کو سمجھایا کہ سود کیا ہے۔ اس کی کیا کیا شکلیں ہیں اور یہ کس طرح آج گرد کی مانند ہر شخص کی سانسوں کو آلودہ کر رہا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ پرائز بانڈ، ریفل ٹکٹیں 'انعامی بانڈز' بیمہ پالیسیاں 'سودی قرضے اور قسطوں پر خریدی جانے والی چیزیں سب سود کی مختلف شکلیں ہیں' ہمیں ان سے اجتناب کرنا چاہئے اور قرض کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی گردنوں کو آزاد کرانے کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔ آپا صاحبہ نے یہ بات بہت زور دے کر کہی کہ اگر پیٹ میں ایک لقمہ بھی حرام کمائی کا ہو گا تو آپ کی کوئی عبادت بھی قبول نہیں کی جائے گی۔

آپا سلامت صاحبہ کے بعد محترمہ حمیرہ مودودی صاحبہ کو دعوت خطاب دی گئی۔ انہوں نے بہت خوبصورت انداز میں بہنوں کو رمضان المبارک کی تیاری کے لئے نہایت مفید نصیحتیں کرتے ہوئے فرمایا کہ رمضان المبارک میں اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔ فرائض' اللہ کے تقرب کا ذریعہ ہوتے ہیں اور نوافل مزید تقرب کا ذریعہ بنتے ہیں۔ انہوں نے تاکید کی کہ رمضان المبارک میں ہمیں اپنی زبان کو زیادہ سے زیادہ اللہ کے ذکر سے تر رکھنا چاہئے اور اس کی بہت زیادہ حفاظت کرنی چاہئے۔ اس کے ذریعے کسی کا دل نہیں دکھانا چاہئے اور پوری کوشش کرنی چاہئے کہ اگر یہ حرکت کرے تو اللہ کے ذکر کے لئے کرے۔ آپا حمیرہ نے اس بات پر بھی بہت زور دیا کہ رمضان المبارک میں اپنے دنیاوی کاموں کو مختصر کر کے اللہ کے ذکر کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت نکالیں۔

فیملی پلاننگ کی مذمت کرتے ہوئے محترمہ حمیرہ مودودی نے بہنوں کو سمجھایا کہ فیملی پلاننگ بہت بڑا فراڈ اور یہودی سازش ہے۔ یہودی خود اپنے ملک میں فیملی پلاننگ کو جرم قرار دیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ یہودی بچے پیدا ہوں تاکہ یہودی پوری دنیا پر حکمرانی کر سکیں اور ہم پاکستانی مسلمان کتنے بے وقوف ہیں کہ از خود اپنی man power کو کم کرنے کے درپے ہیں۔ پاکستان کی دولت اس کی بڑھتی ہوئی آبادی نہیں کھا رہی بلکہ غاصب حکمران قومی وسائل کو ہڑپ کر رہے ہیں۔ ہر بچہ اپنا رزق اور اپنی قسمت اللہ کے ہاں سے لے کر آتا ہے۔

محترمہ حمیرہ مودودی کے خطاب کے بعد نماز ظہر کے لئے وقفہ کیا گیا اور بہنوں کو بطور ریفرشمنٹ لفافے تقسیم کئے گئے۔ دو بجے وقفہ کے بعد بہن فائزہ نے تلاوت قرآن سے پروگرام کا از سر نو آغاز کیا۔ صدر جلسہ محترمہ ناظمہ صاحبہ حلقہ خواتین تنظیم اسلامی بیگم ڈاکٹر اسرار احمد نے وقت کی کمی کی بنا پر نہایت مختصر انداز میں ماہ رمضان المبارک کی برکات کے حوالے سے اپنے گناہوں پر استغفار کرنے اور آئندہ کے لئے ہر گناہ سے باز رہنے خصوصاً بے پردگی کو ترک کرنے پر خصوصی زور دیتے ہوئے فرمایا کہ پردہ عورت کی عزت و عصمت کا محافظ ہے۔ عورت پوری کی پوری چھپائی جانے والی چیز ہے۔ گھر سے باہر نکلتے وقت اس کا بال برابر بھی کوئی حصہ نظر نہیں آنا چاہئے جبکہ گھر کے اندر رہتے ہوئے بھی اپنے محرم مردوں کے سامنے صرف ہاتھ پاؤں اور چہرے کی ٹکیہ ہی کھول سکتی ہے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ اس ضمن میں اخبارات رسائل اور ٹی وی نہایت منفی کردار ادا کر رہے ہیں۔ عورت کو منصوبے کے تحت ذلیل کیا جا رہا ہے اور وہ خود بھی ذلیل ہو رہی ہے۔

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی کے تحت قومی سلامتی واک

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی نے ۷ دسمبر ۹۷ء کو ”قومی سلامتی واک“ کا اہتمام کیا۔ واک کی قیادت ناظم حلقہ شمس الحق اعوان نے کی۔ واک کا مقصد ملک کے دگرگوں سیاسی حالات، معاشی ابتری، ورلڈ بینک اور دوسرے بین الاقوامی اداروں کے مظالم سے رائے عامہ کو آگاہ کرنا تھا۔ واک کے دوران تقسیم کئے گئے پمفلٹ میں ملکی حالات کا جائزہ لیا گیا۔ سٹیٹ بینک کی رپورٹ کے مطابق ملک خداداد پاکستان ۲۱۵۰/ ارب روپے کا مقروض ہے جو کہ ملک کی مجموعی آمدنی کا ۸۹.۵۰ فیصد بنتا ہے یعنی قوم کے پاس صرف ۱۰.۵۰ فیصد اصل زر بچتا ہے جس کا بیشتر حصہ صاحب اختیار طبقہ ہڑپ کر جاتا ہے جبکہ عوام مہنگائی کی چکی میں پس رہی ہے۔ بجلی، گیس، فون، تعلیم اور کرایہ مکانات کی ادائیگی مظلوم عوام کی استطاعت سے باہر ہوتی جا رہی ہے۔ روپے کی قیمت میں مسلسل کمی سے مہنگائی دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ خارجہ معاملات میں پاکستان کا کردار باعث شرم ہے۔ قرآنی آیات سے مزین فحش تصاویر کا کپڑا بازار میں بک رہا ہے۔ امریکی جرنیل، ملکہ برطانیہ، برطانوی طیارے، امریکی وزیر خارجہ اور امریکی سائنس دانوں کے دورے کس چیز کی غمازی کر رہے ہیں۔ لداخ کو ہندوستان نے علیحدہ صوبہ قرار دے کر مسئلہ کشمیر کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لیا ہے۔ مگر ہمارا حکمران طبقہ ذاتی انا کی جنگ میں الجھا ہوا ہے۔

وطن عزیز میں معاشی ناہمواری اور طبقاتی اونچ نیچ کا عالم یہ ہے کہ ایک طرف وطن عزیز کی سرحدوں کے محافظ، چوروں، ڈاکوؤں اور رہزنوں کے خلاف جان نچھاور کرنے والے سپاہی کی تنخواہ صرف ۲۰۰۰/- روپے ہے۔ جبکہ دوسری جانب بعض بینکوں اور مالیاتی اداروں کے سربراہان پانچ پانچ لاکھ روپے بطور حق الخدمت وصول کر رہے ہیں۔ یہ ظلم و زیادتی انتخابی سیاست اور سودی نظام کی بدولت ہے جسے حکمران طبقہ ایک رحمت سمجھتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعلان جنگ کر کے اسلام کے نام پر بننے والے ملک میں ہم کونسی خوشحالی، کونسا امن و امان اور کس بھائی چارے کی فضا قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ جنگ کرنے والی قوم تفرقے، انتشار، ٹوٹ پھوٹ اور نفرت و منافرت کے عذاب سے دوچار ہوتی ہے، جس سے اس وقت ہم دوچار ہیں۔ اب بھی حکمران طبقہ اس نظام کہنہ کو مضبوط تر بنا کر قوم کی تقدیر بدلنے کا دعویدار ہے جبکہ قوم کی تقدیر اس نظام فرسودہ کو بدلنے میں پنہاں ہے۔

واک کے شرکاء نے ہاتھوں میں کتبے اور بینرز اٹھا رکھے تھے، جن پر درج ذیل نعرے درج تھے۔

- پاکستان کا قیام دو قومی نظریئے کی بنیاد پر ہوا اور اب اس کی بقاء بھی نفاذ اسلام ہی سے ممکن ہے۔
- اگر پاکستان بچانا ہے تو نظام خلافت لانا ہو گا۔
- وفاقی شرعی عدالتوں کے ججوں کی شرائط ملازمت کو ہائی کورٹ کے ججوں کی طرف مستحکم بنایا جائے۔
- ایک سال کے اندر اندر پاکستان کی معیشت کو سود کی لعنت سے پاک کیا جائے۔
- آئین کو غیر اسلامی دفعات سے پاک کرو۔
- مسلم پرسنل لاء اور جوڈیشل لاز کو وفاقی شرعی عدالت کے دائرۂ کار میں لایا جائے۔

واک کے شرکاء روزنامہ جنگ کے دفتر تک پہنچے جہاں پر ریاض حسین نے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی تقدیر نظام اسلام کے ساتھ وابستہ ہے۔ چنانچہ جب تک یہاں اللہ کی حاکمیت عملاً نافذ نہیں کی جائے گی۔ پاکستان کے قیام کے مقاصد حاصل نہیں ہو سکیں گے۔ اگر یہاں اللہ کا دین نافذ ہو جائے تو یہاں پر موجود اندرونی خلفشار بھی ختم ہو جائے گا اور بیرونی دھمکیوں کا مقابلہ جرات مندانہ انداز میں کیا جا سکے گا۔

حلقہ پنجاب شمالی کے رفقاء کی ”قومی سلامتی واک“ کا تصویری منظر

تنظیم اسلامی فیصل آباد غربی کا دو روزہ پروگرام

رفقاء تنظیم جامعہ مسجد الحسنین اسلام نگر میں نماز مغرب سے قبل دو روزہ پروگرام کے لئے جمع ہوئے۔ بعد نماز عشاء امیر تنظیم میاں محمد اسلم نے ”معراج النبیؐ“ کے موضوع پر خطاب کیا اور میاں محمد یوسف نے تذکیری نوعیت کا خطاب کیا۔ بروز ہفتہ بعد نماز فجر اسرہ تاج کالونی کے نقیب حکیم محمد سعید نے سورہ العصر پر درس دیا۔ بعد ازاں رفقاء نے انفرادی طور پر تلاوت قرآن مجید سے اپنے قلوب میں ایمانی حرارت پیدا کی۔ ناشتہ سے فراغت کے بعد ”تعارف تنظیم اسلام“ نامی کتابچہ کا اجتماعی مطالعہ ہوا۔ بعد ازاں رفقاء کی پانچ ٹیمیں تشکیل دی گئیں، جنہوں نے اسلام نگر میں ”جلسہ خلافت“ میں لوگوں کو شرکت کی دعوت دی۔ جلسہ گاہ میں کرسیاں لگائی گئیں اور بینرز آویزاں کئے گئے تنظیمی کتب کا مکتبہ بھی لگایا گیا۔ پروفیسر خان محمد نے ”امت مسلمہ کے مسائل کا حل نظام خلافت کا قیام“ کے عنوان پر خطاب کیا۔ اتوار کو بعد نماز فجر جناب محمد اقبال نے سورۃ الحجرات سے درس قرآن دیا۔ امیر حلقہ جناب رشید عمر کی ہدایت پر میاں محمد اسلم نے لاری اڈا کے مقام پر نہی عن المنکر کے حوالے سے ایک حدیث بیان کی: ”حضورؐ نے فرمایا کہ زمین کی سب سے اچھی جگہ مسجد ہے اور سب سے بری جگہ بازار ہیں“۔ حضور اکرمؐ نے ہمیں مسجد کے آداب سکھلائے اور بازاروں سے گزرنے اور وہاں کام کرنے کا طریقہ بھی بتایا۔ دعوتی خطاب کے بعد نماز ظہر مسجد لاری اڈہ میں ادا کی گئی۔ لاری اڈہ میں واقع ہوٹلوں کے مالکان کو دعوت دین کے ذریعے وعظ و نصیحت کی۔ چار گھنٹہ کے عرصہ میں دو سو افراد تک تنظیم کا پیغام پہنچایا گیا۔ نماز عصر کے بعد مسجد الحسنین ہی میں دعوتی و تنظیمی سرگرمیوں کا جائزہ لیا گیا۔ بعد نماز مغرب نعمان اصفر نے سورۃ آل عمران کی آخری آیات کے حوالے سے درس دیا۔ دو روزہ کے دوران میاں محمد اسلم اور حکیم محمد سعید نے غیر فعال رفقاء سے ملاقاتیں کیں۔ (مرتب: یٰسین بزمی)

بقیہ : گوشہ خواتین

پروگرام کی آخری مقررہ زریں باجی تھیں۔ انہوں نے "روزے کا حاصل تقویٰ" کے موضوع پر نہایت فکر انگیز تقریر کی۔ انہوں نے بتایا کہ روزہ ہمارے نفس کا تزکیہ بھی کرتا ہے اور تربیت بھی۔ اس کے ذریعے انسان کے اندر شکر کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ خدا ہم سے تقویٰ ہی طلب کرتا ہے۔ ہم روزے میں بھوکے پیاسے رہ کر کھانے پینے سے بچتے ہیں اور برائیوں سے اجتناب کرتے ہیں۔ روزہ کی عبادت بقیہ پورے سال کے لئے ایک قسم کی ریہرسل ہے۔

زریں باجی نے مختصر وقت میں بھرپور کوشش کی کہ وہ بہنوں کو رمضان المبارک بہترین طریقے سے گزارنے کا طریقہ بتائیں۔ ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ ہم نے بہنوں کو رمضان المبارک سے متعلق بھرپور مواد فراہم کرنے کی کامیاب کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تنظیم اسلامی حلقہ خواتین اور خاص کر باجی امت المعطی کی کاوش کو قبول فرمائے۔ (آمین)

گر قبول افتد زہے عز و شرف

ضرورت رشتہ

میٹرک پاس صوم و صلوٰۃ کی پابند قریشی فیملی کی خلع یافتہ ۲۳ سالہ خاتون کے لئے مناسب رشتہ درکار ہے۔
ترجیحاً رفیق تنظیم اسلامی

رابطہ : بشیر احمد قریشی

معرفت : شاہین جنرل سٹور دھیر کوٹ

ڈاک خانہ و تحصیل دھیر کوٹ، ضلع باغ آزاد کشمیر

ضرورت رشتہ

۲۵ سالہ دوشیزہ، تعلیم ایل ایل ایم شریعہ کے لئے دیندار زمیندار خاندان سے موزوں رشتہ درکار ہے۔

رابطہ : معرفت سردار اعوان

دفتر ندائے خلافت، 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

دعائے صحت کی اپیل

تنظیم اسلامی گجرات کے امیر احمد علی بٹ ایڈووکیٹ گزشتہ دو ماہ سے علیل ہیں۔ قارئین سے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

ماہ رمضان المبارک کے دوران

لاہور میں دورہ ترجمہ قرآن کے پروگرام

1۔ قرآن اکیڈمی (36 کے ماڈل ٹاؤن)

مدرس : خالد محمود عباسی، ناظم تنظیم اسلامی حلقہ آزاد کشمیر

عشاء کی نماز رات آٹھ بجے کھڑی ہو گی

2۔ دار القرآن، ۱۷۔ اللہ بخش سٹریٹ، عمردین روڈ، وسن پورہ لاہور

مدرس : جناب عبدالرزاق، ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان

قریبی مسجد میں تراویح ادا کرنے کے بعد دورۂ ترجمہ قرآن 30 : 8 تا 30 : 10 بجے شب

3۔ مسجد التوحید، 11۔ انفنٹری روڈ، متصل ABF فاؤنڈیشن سکول

مدرس : جناب اقبال حسین، امیر تنظیم اسلامی لاہور شمالی

ترجمہ مع مختصر تشریح، بعد از تکمیل تراویح، قریباً ساڑھے دس بجے شب تک

4۔ مسجد اقصیٰ، میاں پارک، تاج پورہ سکیم، اپروچ روڈ

مدرس : پروفیسر حافظ محمد اشرف

نماز تراویح کے بعد ترجمہ مع مختصر تشریح بیان کریں گے۔

5۔ جامع مسجد بلال، رچنا ٹاؤن (فیروزوالہ)

مدرس : حافظ علاؤ الدین، (ایم اے اسلامیات) امیر لاہور غربی

نماز تراویح کے بعد ساڑھے آٹھ بجے ترجمہ قرآن کا آغاز ہو گا

☆ ☆ ☆

جزوی دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام

(نماز تراویح کے بعد صرف ایک گھنٹہ۔ بذریعہ ویڈیو کیسٹ)

(1) بر مکان تجمل حسن میر، مکان 28 / 27 گلی نمبر 3 (اقبال مسجد والی گلی) پریم نگر، سانده روڈ لاہور

(2) بر مکان نثار احمد خان، مکان A / 20 گلی B / 55 نیبر پارک نمبر 2، نزد جمیل کوارٹرز، سنت نگر

(3) بر مکان شکیل احمد، F / 47 لارنس روڈ لاہور (نزد ادارہ انتقال خون)

(4) بر مکان مبارک گلزار، مکان B / 2069 نزد مسجد جمال مصطفیٰ، بیرون موری گیٹ

(5) بر مکان سید احمد حسن، D-16، انکم ٹیکس کالونی ستلج بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن فون : 5413420

(6) بر مکان فیاض اختر میاں۔ A / 323 مہران بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن فون : 5416936

(7) بر مکان امیر الدین۔ A / 3 داروغہ سٹریٹ، چاہ وزیری والا، ڈھولنوال فون : 7599739

(8) بر مکان اخلاق احمد۔ 44۔ منظور پاک، آخری ویگن شاپ گلشن راوی فون : 7418571

(9) بر مکان شیخ محمد افضال، جسٹس شریف کالونی، سمن آباد لاہور فون : 7560122

(10) بر مکان محمد عباس، مکان 1 گلی نمبر 1، شاہ کمال روڈ فون : 7583315

(11) بر مکان اشفاق احمد، قیوم پارک شاہدرہ لاہور (برائے خواتین)

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۲ شمارہ ۳۴
سالانہ زرتعاون - /۳۵۰ روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس - ریلوے روڈ لاہور
مقام اشاعت: ۳۶- کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۰۴۳-۵۸۶۹۵۰۱

معاون مدیر
○ مرزا
○ سردار
نگران طباعت

مسلم امہ - خبروں کے آئینے میں (انتخاب: مرزا ندیم بیگ)

گیمبیا کی حکومت نے بھی قادیانیوں کو کافر قرار دے دیا

افریقی ملک جمہوریہ گیمبیا کے صدر یحییٰ ابوبکر جے جی نے مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کو کافر قرار دے دیا ہے اور دارالحکومت بنجول میں قادیانیوں کے سب سے بڑے "محمدن سکول" سمیت پورے ملک میں قادیانیوں اور مدرسوں کو سربمہر کر کے سرکاری تحویل میں لے لیا ہے۔ افریقہ کے پسماندہ ممالک میں قادیانیوں نے غریب مسلمانوں کی جہالت، بھوک اور افلاس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وہاں پر اپنے مراکز قائم کئے اور پچاس سال سے قادیانیت کی تبلیغ کر رہے تھے۔ مرزا ناصر نے جب سینیگال کا دورہ کیا تو انہیں وہاں بہت پذیرائی حاصل ہوئی۔ مرزا ناصر نے افریقی باشندوں کی دکھتی رگ بھوک و افلاس پر ہاتھ رکھ کر اپنے "مذموم مشن" کو آگے بڑھانا شروع کر دیا لیکن افریقی باشندے جب دوسرے ملکوں میں تعلیم حاصل کے لئے داخل ہوئے تو قادیانیت کا بھانڈا پھوٹ گیا۔ یوں انہوں نے اسلام کے نام پر انتہائی گھناؤنے دھوکے کو روکنا شروع کر دیا۔ اس ضمن میں انٹرنیشنل ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں مولانا عبدالحفیظ مکی اور مولانا منظور احمد چنیوٹی کی کوششیں بھی قابل ذکر ہیں۔ گیمبیا کے صدر یحییٰ ابوبکر نے خود قادیانیت کا مطالعہ کیا۔ انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو "جھوٹا ملعون" قرار دیتے ہوئے ان کے ماننے والوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کی تمام عبادت گاہوں، مدرسوں کو سربمہر کر دیا ہے۔ گیمبیا کی آبادی ۲۰ لاکھ افراد پر مشتمل ہے جس میں ۹۶ فیصد آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ قادیانیوں کو کافر قرار دینے کے بعد مقامی باشندوں نے دوبارہ اسلام کو اختیار کرنا شروع کر دیا۔

جرمنی میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے

مغربی میڈیا کی اسلام کے خلاف یلغار کے باوجود پورے یورپ میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے جس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ جرمنی میں اس وقت 13 اسلامی تنظیمیں اپنا کام انتہائی جوش و خروش سے کر رہی ہیں۔ ان تنظیموں کے ممبران کی تعداد 32 ہزار ہے جبکہ پورے جرمنی میں مسلمانوں کی مجموعی تعداد 20 لاکھ سے زائد ہے۔ ایک جائزے کے مطابق جرمنی میں اسلام قبول کرنے میں خواتین پیش پیش ہیں گزشتہ چار سالوں میں 8 ہزار خواتین حلقہ بگوش اسلام ہوئیں جن میں سے اکثریت کا تعلق کالجوں اور یونیورسٹیوں سے ہے۔ ان خواتین نے یہاں کی بے لگام تہذیب کے برعکس اپنے آپ کو مکمل اسلامی رنگ میں رنگ لیا ہے۔ علاوہ ازیں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کیلئے انہوں نے الگ سے اپنی تنظیم "جمعیت تعلیم القرآن" بھی قائم کر رکھی ہے۔

جارج واشنگٹن کے پڑپوتے کا قبول اسلام

معروف امریکی صدر جارج واشنگٹن کے پڑپوتے جارج اشقون نے گزشتہ دنوں اسلام قبول کر لیا۔ اسلام قبول کرتے وقت انہوں نے بتایا کہ میں اسلام سے بہت پہلے ہی سے متاثر تھا مگر اس کے لئے میں مناسب موقع کی تلاش میں تھا۔ اشقون کا کہنا ہے اسلام واقعی آفاقی دین ہے اس میں زندگی کے ہر گوشے میں خدا کی رہنمائی موجود ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک دفعہ مجھے اپنے مرحوم بوسنیائی دوست کی آخری رسومات میں شریک ہونے کا موقع ملا تو میں نے اس کی میت کو غسل دینے کے تمام طریقے کا مشاہدہ کیا اور میں بے حد متاثر ہوا لہٰذا میں نے اسلام میں داخل ہونے کا فیصلہ کر لیا۔

مغرب اور آزاد ریاستوں میں اسلا...

روس کی نو آزاد ریاستوں میں اسلام کی بیداری نے رو...
پریشان کر کے رکھ دیا ہے۔ اس کی واضح مثال روس کے ...
مسلمانوں کی غالب اکثریت تسبیح و تکبیر کی صدا، مساجد کے بلند ...
کی جانب سے اہل ایمان کو اللہ کی طرف بلانے کی کوششوں کو مغ...
سے تعبیر کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ عمارتوں پر سرخ پرچم کی جگہ ...
اور بینروں پر لینن کی بجائے اسلامی مجاہد حریت امام شامل رحمۃ ...
آنے لگے تو اسلام دشمنوں کی بدحواسی فطری ہے۔ واضح رہے ...
یہ احیاء روسی جمہوریہ داغستان کے بیشتر لوگوں کے لئے باعث ...
وہاں کی نوجوان نسل شعائر اسلامی کی پابندی کو بہت اولیت دے...

ترکی میں زنا پر عورت کے ساتھ مرد کو بھی سز...

ترکی کی پارلیمنٹ میں زنا سے متعلق قانون سازی فیصلہ ...
ہے۔ ترکی کی پارلیمنٹ آئندہ ہفتے یہ طے کرے گی کہ آیا اس ...
کو یکساں سزا دی جائے یا نہیں۔ ترکی کے موجودہ قانون کے ...
عورت کو ۳ سال تک کی سزا دی جاتی ہے جبکہ مرد کو کوئی ...
انصاف کمیشن نے سفارش کی ہے کہ عورت کی طرح مرد کو ...
قانون پر اگلے ہفتے پارلیمنٹ میں رائے شماری ہو گی ترکی ...
عرصے سے اس غیر منصفانہ قانون پر نکتہ چینی کرتی رہی تھیں۔ ...
ارکان کی یہ خواہش بھی ہے کہ یہ سزا سرے سے ختم کر دی ...
معاشرے میں زنا کو مجرمانہ فعل تصور کرنا دقیانوسی بات ہے۔

مقبوضہ کشمیر میں "زنگی فور...

مقبوضہ کشمیر میں مجاہد تنظیموں نے درگاہ شاہ ہمدان کی ...
مسلمانوں کے مقدس مقامات کے تحفظ کو یقینی بنانے کے ...
مشترکہ فورس تشکیل دے دی ہے۔ ہندواڑہ میں مجاہد ...
ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوا جس میں بھارتی فوج کے ...
مقامات کی بے حرمتی کے واقعات کو روکنے کے لئے سلطا...
فورس تشکیل دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس فورس کے تح...
میں حملہ کے علاوہ اعلیٰ فوجی افراد کو نشانہ بنایا جائے گا۔ فو...
المجاہدین، حرکۃ الانصار، لشکر طیبہ اور تحریک جہاد کے سرگ...

اردن کا مغربی کنارہ فلسطین...

فلسطینی رہنما یاسر عرفات نے اسرائیلی وزیراعظم کی ا...
جس میں انہوں نے دریائے اردن کے مغربی کنارے کو ...
نے کہا کہ واشنگٹن میں ہونے والے اسرائیل اور فلسطین ...
کے مطابق دریائے اردن کا مغربی کنارہ فلسطین کا حصہ۔ ...
وزیراعظم نتن یاہو کے بیانات سے مشرق وسطیٰ کا امن ت...